عمدہ یونانی اور ویدک ادویات

ہندوستانی دواخانہ کی شہرت کافی ووافی ہوچکی ہے اور اس نے قلیل عرصہ میں معتدبہ اعتبار اور وقار حاصل کر لیا ہے۔ نہ صرف عوام بلکہ خواص یہاں تک کہ طبیب بھی اس کارخانہ کی ادویات کو برتتے ہیں

اس دواخانہ کی عظیم کامیابی کا راز محض اخلاص اور صداقت ہے

جو ادویات اس کارخانہ میں بنتی ہیں۔ وہ ہماری طب کی بہترین ادویات ہیں۔ صدہا سال سے ان کی خوبیوں کا سلسلہ جاری ہے۔ آج بھی آزمائش پر اپنا اصلی اثر دکھاتی ہیں کیونکہ

ہندوستانی دواخانہ میں جو ادویات بنائی جاتی ہیں۔ اصلی

اور پورے اہتمام سے دواسازی کا اس میں اہتمام ہے۔ اجزا اصلی خواہ کتنے ہی قیمتی ہوں یا سستے۔ پورے ڈالنے پر بھی قیمتیں وہی لی جاتی ہیں۔ کیونکہ

یہ دواخانہ شخصی اغراض سے علحدہ ہے۔ اور اس کی آمدنی مدرسہ طبیہ اور شفاخانہ دہلی کو دی جاتی ہے

اس کارخانہ میں ہر ایک امراض کی ایک سے ایک اعلیٰ اور مفید دوائیں بنتی ہیں جنکی تعداد ... تک پہنچ گئی ہے

اس دواخانہ کے جناب حکیم حافظ اجمل خان صاحب حاذق الملک رئیس اعظم دہلی سرپرست ہیں

اور انہوں نے اپنی اور اپنے زندہ جاوید بزرگوں کی خاص مجربات اس دواخانہ کو لوجہ اللہ دی ہیں

نوٹ۔ جن پُر اثر اور مفید ادویات کے سبب سے اس دواخانہ کو شہرت ہوئی ہے۔ وہ صرف اسی دواخانہ سے مل سکتی ہیں۔ اور کسی جگہ اس دواخانہ کی کوئی شہرت نہیں ہے۔

فہرست ادویات درخواست کرنے پر مفت ملتی ہے

مینیجر ہندوستانی دواخانہ دہلی — "میڈیسنز دہلی"

مطبع انوار احمدیہ قادیان دارالامان میں باہتمام شیخ یعقوب علی تراب ایڈیٹر و مالک و پبلشر چھپکر شائع ہوا۔

سچائی کا جھنڈا

اشتہاروں کی گرم بازاری مضمونوں کی تیز و طراری - مریضوں کی آہ و زاری آجکل وہ سماں دکھا رہی ہے - کہ الامان - لیکن ہمارا کام صرف باتوں سے ہی نہیں چلتا - بلکہ ہم پہلے مفت دوا دیتے ہیں - اوّل آزماؤ - پھر منگواؤ - بھلا اس میں بھی دھوکہ ہے - قوائے تناسل کے متعلق ان دنوں مختلف بیماریوں کی وجہ سے عام طور پر ضعف کی شکائت ہے - ہم نے اس مرض کے لئے یہ معجون تیار کی ہے - جس کے چند روزہ استعمال سے امراض متعلقہ قوائے تناسل انشاء اللہ فوراً رفع ہوتے ہیں اور ہر قسم کی شکائت کیلئے انشاء اللہ مفید ہے - ہمارا کام یہ نہیں - کہ لکھ ماریں کہ جواہرات سے تیار ہوتی ہیں - اول نمونہ مفت منگائیے - پھر اگر شفا ہو - تو طلب فرمائیے قیمت فی بکس عہ

طلاء طلسمی پیرانہ سالی کے اثر اور جوانی کی غلط کاریوں سے یہ امراض لاحق ہوتی ہیں - اور بعض اوقات خودکشی تک نوبت پہنچتی ہے - ہمارے اس طلاء سے فائدہ اٹھائیں اور معجون طلسمی منگائیں - انشاء اللہ وہ اس کو مفید پائیں گے - قیمت ۶ ماشہ عـہ

سرمہ سلیمانی آنکھوں کی کل بیماریوں کو رفع کرنیوالا اور قوت بصارت بڑھانے والا - قیمت فی تولہ ۸ر

سنون دندان دانتوں کی کل بیماریوں کو رفع کرنے والا - قیمت فی بکس ۴ر

حکیم سرفراز حسین مالک کارخانہ احمدیہ بلب گڈھ ضلع دہلی

کیا آپ بیمار ہیں؟

جب کہ آپ کی طبیعت درست نہ ہو - اس سے کچھ بحث نہیں - کہ کون سی آپ کو شکائت ہے - آپ ضرور غور سے یہ سوال کیجئے - کہ آیا دن بھر میں ایک دست صاف ہوجاتا ہے - اگر یہ بات نہ ہو - رات کو سوتے وقت ڈون کی ہاضمہ کی گولیاں (ڈونس ڈنرپلس) کھا لیجئے - دوسرے روز صبح کو دست صاف ہوگا - اور پیشتر کی نسبت آپ کو فوراً زیادہ اچھا معلوم ہوگا - قبض کی وجہ سے آنتوں میں فضلے زیادہ دیر تک رہتے ہیں - اور ایسا فاسد مادہ پیدا کرتے ہیں - جو دنیا کے نصف سے زیادہ مرضوں کا باعث ہوتا ہے - اس سے بخوبی سمجھا جائے گا - کہ کیوں قبض سے بیماریاں پیدا ہوتی ہیں - جگر کی شکائت یا تپ - بدہضمی ہیجان - صفرا - صفراوی بخار - نقاہت - امراض پٹھوں کی کمزوری - جسم کی یعنی چکرانا - درد قلب یعنی دل - دوار سر - نفخ یعنی گھٹی ڈکاریں آنا - مستورات کی بیماریاں - اگر بہت عرصہ یہی حالت رہے - تو خون کثیف ہو جاتا ہے - اور صحت ہمیشہ کے لئے خراب ہوجاتی ہے - ڈون کی ہاضمہ کی گولیاں (ڈونس ڈنرپلس) نباتات سے بنائی گئی ہیں - اور مذکورۃ الصدر مرضوں کو مٹاتی ہیں - کیونکہ وہ فاسد اور زہریلے اجزوں کو نکالتی ہیں - جگر کو قوت عطا کرتی ہیں - قیمت فی شیشی ۱۲ر و ۸ر و ۱۲ر

۱۲ر والی شیشی میں ۱۶۰ گولیاں ہیں جو ۴ر والی شیشی سے چوگنی ہیں -

۱۲ر والی شیشی **ڈون - پی - او باکس نمبر ۲۰ بمبئی** سے طلب کرو -

پانچ روپے سے دو لاکھ روپے کس طرح ہو گئے؟

یہ کل کی بات ہے کہ میں ایک معمولی حیثیت کا انسان گنا جاتا تھا - لیکن آج ان سطروں کے پڑھنے والوں کے سامنے صرف ایک مفید ایجاد سے دس ہزار نہیں - پچاس ہزار نہیں بلکہ پورے دو لاکھ روپے کی جائیداد کا بلا شرکت غیرے مالک و مختار ہوں - میری کامیابی کا راز روح حیات کی ایجاد ہے - چند سال ہوئے کہ میں نے پانچ روپے کے سرمایہ سے روح حیات کی تجارت شروع کی تھی اور آجتک پورے دس لاکھ روپے کا فروخت ہو چکا ہے - جس شخص نے میری اس ایجاد کا ایک دفعہ استعمال کیا ہے - وہ تمام عمر کے واسطے روح حیات کا مجسم اشتہار بن گیا ہے - صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر لاہور میری تین یوم کی آمدنی ۸۸۳ روپے تصدیق کرتے ہیں - اس سے صاف ظاہر ہے - کہ جب تک کوئی دوائی شرطیہ مفید نہ ہو - اس کی اس قدر کثرت سے بکری ناممکن ہے - بقول حضرت داغ دہلوی کہ وہ شخص بڑا ہی بدنصیب ہے - جو آجتک روح حیات کے مجرب فوائد اور شرطیہ نتائج سے محروم رہا ہے - سنئے! روح حیات کیا چیز ہے؟ روح حیات میں وہ طاقت بھری ہے - کہ ہاتھی اور شیر کا مقابلہ اس کے پینے والے کو آسان ہے کیا آپ نے نہیں سنا ہے؟ کہ جناب ڈاکٹر میجر پی ناظر صاحب بہادر انڈین میڈیکل سروس حضور شاہ ایڈورڈ ہفتم اور گورنمنٹ انگلشیہ کے معزز عہدہ داروں وغیرہ اصحاب نے روح حیات کو طاقت میں بے نظیر مانا ہے - روح حیات رگ وریشہ میں تحریک دیکر ہڈیوں کے گودے فاسفورس کو چمکاتا ہے اور خون صالح بکثرت پیدا کرکے اعصاب کی سستی کو اپنی بجلی کی طاقت سے چاق و چوبند کرکے ہر انسان کو ایسا صحیح و تندرست بنا دیتا ہے کہ پھر حوادث زمانہ اگر تلواریں بھی ماریں - تو بھی پٹ ہوکر بے آب ہو جاویں - ہندوستان و انگلستان اور ممالک غیر کے بہترین اور ملے ہوئے ڈاکٹروں میڈیکل کالج کے لیکچراروں - معزز عہدہ داروں - سلطنت کے اورسر ٹیفکیٹوں اور باوجود امتیازانہ مدت کے استعمال ہونے پر بھی دن بدن ترقی کرتی ہوئی مانگ اور ۸۸۳ روپے روح حیات کی تین دن کی بکری سے کون نتیجہ ہے - جو یہ نتیجہ نہ نکلے کہ روح حیات اس وقت انسان کی دوبارہ زندگی کے لئے لاثانی دوا نہیں ہے - بچپن کے زمانہ یا جوانی کی بے پرواہ حالت میں بوجہ بے اعتدالیوں یا خلاف قاعدہ قانون قدرت عامل ہو کے جو لوگ مرض کرز دی اعصاب پیدا کرکے دنیا کی تمام لذتوں سے محروم ہو بیٹھے ہوں - ان کے لئے روح حیات تریاق کامل تیر بہدف دوا ہے - یہ نہ صرف دوا ہی ہے بلکہ اعصاب کی طاقت افزا غذا بھی ہے - یہ دوا مقوی روح ہے - جو کثرت فواحشات اور طفولیت کی ناز یبا حرکات سے لاحق ہوگئی ہوں - ان کے لئے روح حیات اکسیر کا حکم رکھتا ہے - نامردی - ضعف مثانہ - ضعف باہ - جریان - سرعت - رقت - ضعف اعصاب - ضعف معدہ - ضعف دماغ - ضعف جگر - ذیابیطس اور اختلاج قلب کے واسطے روح حیات بمنزلہ تریاق کے ہے - جسمانی کمزوری - لاغری - بے رونقی - اور زردی چہرہ کے لئے اگر اسے تمام مقوی دواؤں پر ترجیح دیجائے تو بجا ہے - حلق سے اترتے ہی اس کا خاص اثر ان اعضاء پر پڑتا ہے - جن پر قوت باہ کا مدار ہے - بزدل کو جوان مرد - جوان مرد کو ممتاز اور بوڑھے کو صاحب کار بنانا اسی روح کا کام ہے - اس کے استعمال سے علی العموم اولاد نرینہ پیدا ہوتی ہے - روح حیات کی حیرت انگیز شہرت اور کثرت خریداری کو دیکھکر لوگ مجھے کیمیا گر کے نام سے پکارتے ہیں - قیمت فی شیشی روح حیات دو روپے آٹھ آنے روح حیات کے علاوہ ایک اور عجیب الاثر دوائی "روغن دافع سستی" موجود ہے - جو صرف بیرونی استعمال سے مردہ اعصاب کو زندہ کرتا ہے - رگوں - پٹھوں کی سستی اور لاغری - بے رونقی وغیرہ دور ہوکر معزول طاقت بحال ہو جاتی ہے - مایوس مریضان نامردی کو مرد کامل بناتا ہے - اور لطف یہ کہ پھر عمر بھر کسی اور دوائی کی استعمال کرنے کی ضرورت نہیں رہتی - قیمت "روغن دافع سستی" شیشی کلاں چار روپے چار آنے (للعہ) شیشی خورد دو روپے دو آنے (عہ۲)

یہ دونوں دوائیں حکیم محمد شریف آئی ڈاکٹر کیمیا گر پروپرائٹر شفاخانہ عام لاہور سے طلب کرو -

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت کی ایک نئی شہادت

ایک نئی حدیث اس بارہ میں کہ مسیح موعود امام مہدی ہوگا

صداقت کی یہ ایک بڑی بھاری دلیل ہے۔ کہ جس طرف سے دیکھو اس کی تائید میں ثبوت مہیا ہوتے جاتے ہیں۔ جھوٹا ممکن ہے۔ کہ ایک دو باتوں کو توڑ مروڑ کر اپنے دعویٰ کی تائید میں پیش کرے مگر اُس کی ایسی تاویلیں ایک دو امور تک چل کر آگے بند ہو جاتی ہیں۔ مگر صادق کی صداقت ہر ایک پہلو سے روز روشن کی طرح ظاہر ہوتی ہے جس طرف دیکھو اُس کی سچائی کا ثبوت ملتا ہے۔ ایک جھوٹے مدعی نبوت کا قصہ مشہور ہے۔ جس کا نام لاؔ تھا۔ جب اُس نے نبوت کا دعویٰ کیا۔ تو لوگوں نے اس سے سوال کیا۔ کہ تو کس طرح نبی ہو سکتا ہے۔ جبکہ آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا۔ کہ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ یعنی میرے بعد کوئی صاحب شریعت نبی نہیں آئے گا۔ اُس نے جواب دیا کہ یہی حدیث میرے نبی ہونے کا ثبوت ہے۔ مگر یہ اس طرح نہیں۔ جس طرح اب تک لوگ اس کو پڑھتے آئے ہیں۔ آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے دراصل یہ فرمایا تھا۔ کہ لَا نَبِیٌّ بَعْدِیْ یعنے میرے بعد ایک نبی پیدا ہوگا۔ جس کا نام لاؔ ہوگا۔ مگر ایک حدیث کو تو اُس نے بگاڑ کر اپنے دعویٰ کے ثبوت میں پیش کر لیا۔ پر اُس کی یہ کارروائی یہاں تک ہی ختم ہو گئی۔ کوئی اور شہادت وہ اپنے دعویٰ کی تصدیق میں پیش نہ کر سکا۔ نہ کوئی آسمانی نشان اس کی تائید میں ظاہر ہوا۔ نہ سچی پیشگوئیوں نے اُس کے دعویٰ پر تصدیق کی مُہر لگائی۔ نہ وہ کوئی ایسی قرآنی آیت اور حدیث پیش کر سکا۔ جس میں اُس کے آنے کے علامات بیان کئے گئے ہوں۔ اور وہ اُس کے زمانہ میں پورے ہوئے ہوں اور نہ خدائے تعالیٰ نے اپنی تائید کے ذریعہ اُس کی سچائی کی شہادت دی۔ اور وہ ناکام و نامراد ہو کر مر گیا۔ اُن کی سچائی پر آسمان بھی گواہی دیتا ہے اور زمین بھی **الوقت الوقت** پکار کر اُن کے سچا ہونے کی شہادت دیتی ہے۔ خدا تعالیٰ کا کلام اُن پر نازل ہوتا ہے۔ جس میں زبردست پیشگوئیاں ہوتی ہیں۔ جو اپنے وقت پر منہاج نبوت کے مطابق پوری ہو کر اُن کی سچائی کی شہادت دیتی ہیں۔ پہلے نبیوں کے مقرر کردہ نشانات اُن کے وقت میں ظاہر ہوتے ہیں۔ خدائے تعالیٰ اُن کی تائید کرتا ہے اور اُن کے دشمنوں کو ہلاک کرتا ہے۔ غرض ہر ایک رنگ میں اُن کی صداقت اپنے تئیں ظاہر کرتی ہے۔ چنانچہ اس زمانہ میں خدا کا مسیح اور مہدی ظاہر ہوا۔ تو اُس نے اپنے دعویٰ کی تائید میں ایک دلیل بلکہ لاکھوں شہادتوں پیش کیں۔ گذشتہ انبیاء کی بیان کردہ پیشگوئیاں اس پر مطابق اُتریں۔ قرآن شریف کی سینکڑوں آیتوں نے اُس کے منجانب اللہ ہونے کی گواہی دی۔ آسمان پر نشان ظاہر ہوئے۔ زمین نے گواہی دی۔ ہزاروں لوگوں نے اپنے رؤیا صالحہ اور سچے الہاموں کے ذریعہ اُس کی صداقت کی شہادت دی۔ خدائے تعالیٰ سے الہام پا کر اُس نے سینکڑوں پیشگوئیاں شائع کیں۔ جو اُسی طرح پوری نکلیں۔ جس طرح خدائے تعالیٰ سے نبیوں کی پیشگوئیاں پوری ہوتی ہیں۔ چنانچہ ان دنوں میں ہی دہلی میں ملک معظم قیصر ہند کے ہاتھ سے خدائے تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ایک عظیم الشان پیشگوئی کو بیّن طور پر پورا کر دیا۔ خدائے تعالیٰ نے آپ کی ہر رنگ میں تائید کی آپ نے علمی دُنیا کو اپنے معجزے دکھائے۔ آپ نے پولیٹیکل دنیا کو بھی نشان دکھا کر اُن پر حجت پوری کی۔ ہر قوم کے مقابل میں آپ نے نشان دکھلائے۔ ہر ایک میں آپ کے نشان ظاہر ہوئے۔ اور روز بروز ظاہر ہو رہے ہیں۔ آپ کی پیشگوئیوں اور پُرانی پیشگوئیوں کے مطابق طاعون دُنیا میں ظاہر ہوا۔ زلزلوں نے زمین کو ہلا دیا۔ جنگوں نے دُنیا کو قیامت کا نمونہ دکھا دیا۔ آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے مقرر کردہ نشانات آپ کے وقت میں ظاہر ہوئے۔ اور آپ کی پیشگوئیاں آپ پر صادق آئیں۔ آپ نے یہ بھی فرمایا تھا۔ کہ میں ہی مسیح ہوں۔ اور میں ہی **امام مہدی** ہوں۔ اس کی تصدیق میں خدائے تعالیٰ نے آپ کے وقت میں آپ کے دعویٰ کے بعد رمضان شریف میں مقررہ تاریخوں پر سورج کے کسوف اور چاند کے خسوف کا نشان آسمان پر ظاہر فرمایا۔ جو کہ **امام مہدی** کے ظہور کا ایک بھاری اور مشہور نشان تھا۔ چنانچہ جب یہ نشان ظاہر ہوا۔ تو بہت سے مخالف مُلّاں بول اُٹھے۔ کہ اب اس نشان کو دیکھ کر بہت سے لوگ اس مدعی مہدویت کو قبول کر لیں گے۔ اور اس طرح (اُن کے زعم کے مطابق) یہ نشان اُن کی گمراہی کا موجب ہوگا۔ پھر آپ نے اپنے اس دعویٰ کی تائید میں صحیح بخاری کی وہ حدیث پیش کی۔ جس میں آنے والے مسیح کے متعلق لکھا ہے کہ اِمَامُکُمْ مِنْکُمْ یعنے وہ تمہارا ایک امام ہوگا۔ جو تم ہی میں سے ہوگا۔ پھر آپ نے ابن ماجہ کی وہ حدیث پیش کی۔ جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ لَا مَھْدِیَّ اِلَّا عِیْسٰی یعنے مہدی اور عیسیٰ ایک ہی شخص کے دو نام ہیں۔ یہ حدیثیں آپ کے ظہور سے پہلے موجود تھیں۔ آپ نے ان کو اپنے پاس سے نہیں بنایا۔ اسی طرح کسوف اور خسوف کا نشان بھی پہلے سے مقرر تھا۔ آپ نے اس نشان کو پہلے سے نہیں لکھ رکھا تھا۔ نہ آپ کے اختیار میں تھا۔ کہ اس نشان کو آسمان پر اپنی طاقت سے ظاہر کریں۔ اب خدائے تعالیٰ کے فضل سے آپ کے اس دعویٰ کی تصدیق میں ایک اور حدیث نکلی ہے۔ جو مسند امام احمدؒ بن حنبل کی جلد ۲ صفحہ ۴۱۱ پر درج ہے۔ اور وہ حدیث یہ ہے۔ اس حدیث شریف میں صاف الفاظ میں بیان کیا گیا ہے۔ کہ آنیوالا مسیح موعودؑ وہی **امام مہدی** ہوگا۔ اور وہ جنگ نہیں کریگا۔ اور وہ حدیث یہ ہے۔ عن ابی ھریرۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم یوشک من عاش منکم ان یلقی عیسیٰ بن مریم **اماما مھدیا وحکما عدلا** فیکسر الصلیب ویقتل الخنزیر ویضع الجزیۃ وتضع الحرب اوزارھا (ترجمہ) ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ کہ قریب ہے کہ جو تم میں سے زندہ رہے۔ وہ عیسیٰ ابن مریم سے ملے وہ عیسیٰ ابن مریم **امام مہدی** ہوگا۔ حَکَم عَدَل ہوگا۔ صلیب کو توڑے گا۔ خنزیر کو قتل کریگا جزیہ دور کر دیگا۔ اور اُس کے زمانہ میں لڑائی اپنے بوجھوں کو رکھ دیگی (یعنی وہ دین کے لئے جنگ نہیں کریگا بلکہ دلائل اور نشانات کے ذریعہ اسلام کی اشاعت کریگا) دیکھو۔ کیسے صریح الفاظ میں اس حدیث میں یہ بیان کیا گیا ہے۔ کہ آنے والا مسیح **امام مہدی** ہوگا۔ اس سے زیادہ بیّن شہادت کیا ہو سکتی ہے۔ کہ مسیح موعود ہی **امام مہدی** بھی ہوگا۔ پھر اس میں یہ بھی بتلایا گیا ہے۔ کہ وہ جنگ نہیں کریگا۔ بلکہ لڑائیاں موقوف کی جائیں گی۔ کیا اب ہمارے مخالف اس بات پر اصرار کریں گے۔ کہ **امام مہدی** اور شخص ہوگا۔ اور مسیح موعود اور شخص ہوگا۔ آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مسیح موعود ہی کا نام **امام مہدی** رکھتے ہیں۔ اس حدیث نے صحیح بخاری کی حدیث اِمَامُکُمْ مِنْکُمْ کے معنے بھی صاف کر دیئے۔ ہمارے مخالف کہا کرتے تھے۔ کہ اس حدیث کے یہ معنی ہیں۔ کہ مسیح موعودؑ تو نازل ہوگا۔ مگر وہ تمہارا امام نہ ہوگا۔ بلکہ تمہارا امام تم ہی میں سے ہوگا۔ اس سے وہ یہ نتیجہ نکالتے تھے۔ کہ **امام مہدی** مسیح موعود سے الگ ہوگا۔ اب اس حدیث نے اُن کے اس خیال کی تردید کی اور جو معنے ہم کیا کرتے تھے اس کی تائید کی یعنی یہ کہ مسیح موعود مسلمانوں کا ایک امام ہوگا جو انہی میں سے پیدا ہوگا۔ باہر سے نہیں آئے گا۔

بعض لوگ لفظ عیسیٰ بن مریم پر بہت اڑا کرتے ہیں۔ کہ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ وہی اسرائیلی مسیح پھر دوبارہ آئیگا۔ اگر وہ ذرا بھی غور سے کام لیتے۔ تو بالکل اس بات پر نہ اٹکتے۔ کیونکہ خود آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کا اپنا بیان اس بات کا فیصلہ کر رہا ہے۔ کہ اسرائیلی مسیح اور محمدی مسیح یہ ایک وجود نہیں۔ بلکہ دو الگ الگ شخص ہیں۔ کیونکہ اسرائیلی مسیح کا حلیہ بیان کرتے وقت آپ نے فرمایا فاما عیسیٰ فاحمر جعد عریض الصدر یعنے عیسیٰ ابن مریم (جس کو آپ نے معراج کی رات میں حضرت یحییٰ علیہ السلام کے ساتھ دوسرے آسمان پر وفات یافتہ انبیاء کے ساتھ دیکھا) سُرخ رنگ تھا۔ گھونگروالے بالوں والا۔ چوڑے سینہ والا۔ اور آنے والے مسیح محمدی کی نسبت جس کو آپ نے ایک رؤیا میں آپ نے کعبہ کا طواف کرتے ہوئے دیکھا۔ اور اُسی رؤیا میں دجّال کو بھی دیکھا۔ اُس مسیح کا حلیہ بیان فرماتے ہوئے آپ فرماتے ہیں۔ رجل آدم سبط الشعر تنطف او تھراق رأسہ ماء۔ یعنے وہ ایک آدمی ہے۔ گندم گون رنگ والا۔ سیدھے بالوں والا۔ اور اُس کے بال ایسے صاف ہیں۔ کہ گویا سر سے پانی ٹپک رہا ہے۔ اگر ہمارے مخالف ذرا انصاف اور تدبر سے کام لیتے۔ تو وہ ان دونوں حدیثوں کو دیکھ کر یقین کر لیتے۔ کہ اسرائیلی مسیح اور ہے اور محمدی مسیح اور ہے۔ کیونکہ آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ دونوں کا حلیہ بالکل اُلٹ فرماتے ہیں۔ ایک کا رنگ گندم گون۔ دوسرے کا سُرخ۔ ایک کے بال گھونگروالے۔ دوسرے کے سیدھے۔ اب یہ دونوں متضاد حلیے کس طرح ایک ہی شخص میں جمع ہو سکتے ہیں۔ یہ دونوں حلیے صاف بتلا رہے ہیں۔ کہ آنیوالا مسیح اور شخص ہے۔ صرف روحانی مشابہت ظاہر کرنے کے لئے اُس کا نام عیسیٰ ابن مریم رکھا گیا۔ ایسا ہی چونکہ وہ آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سے بھی سخت مشابہت

روحانی رکھتا تھا۔ جس کا نام آپ نے محمدؐ بن عبداللہ بھی فرمایا۔ غرض اگر دوسرے سارے دلائل اور نشانات کو چھوڑ بھی دیا جاوے۔ تو صرف احادیث ہی ایک زبردست ذخیرہ آپؑ کی سچائی کا مہیا کر رہی ہیں۔ دیکھو حُلیہ والی حدیث ہی آپؑ پر کیسی صادق آئی۔ دیکھو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حُلیہ کس غرض سے بیان فرمایا تھا۔ اس میں کیا شک ہے کہ آپؐ نے آنے والے مسیح کا حلیہ اس لئے بیان فرمایا تھا۔ کہ لوگ اس حلیہ کے ذریعہ اس مسیحؑ کو پہچان سکیں۔ حُلیہ کی غرض ہی یہ ہوتی ہے۔ کہ اُس کے ذریعہ ایک شخص پہچانا جائے دیکھو! اسی حُلیہ کے ساتھ مسیح موعودؑ آیا۔ مگر باوجود آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے بتائے ہوئے حُلیہ کے آپؑ پر صادق آنیکے تم لوگوں نے اس کو نہ پہچانا۔ اس سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ جن لوگوں نے باوجود حُلیہ درست نکلنے کے حضرت مسیح موعودؑ کو نہیں پہچانا۔ وہ آنکھیں نہیں رکھتے۔ اور اُن پر اگر قرآن شریف کی کوئی آیۂ کریمہ صادق آتی ہے۔ تو وہ یہ ہے۔ مَن کَانَ فِی ھٰذِہٖ اَعْمٰی فَھُوَ فِی الْاٰخِرَۃِ اَعْمٰی۔

دیکھو! آج خدائے تعالیٰ نے ایک اور حدیث نبوی کے ذریعہ تم لوگوں پر حجت پوری کردی۔ تم کب تک انکار میں لگے رہو گے؟۔ (ریویو آف ریلیجنز قادیان)

دُنیا کا سب سے بڑا انسان

(از مولوی محمدؐ علی صاحب ایم۔ اے۔ ایڈیٹر ریویو آف ریلیجنز)

دُنیا میں جس قدر بڑے بڑے اور صاحب کمال انسان گذرے ہیں ان سب میں نبی عربی محمد مصطفےٰ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کو دو خاص امتیاز حاصل ہیں۔ ایک یہ کہ ہر ایک صاحب کمال کا کمال فطرت یا حالات انسانی کے کسی خاص حصّہ سے تعلق رکھتا ہے۔ آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے کمالات فطرت انسانی اور حالات انسانی کے تمام پہلوؤں پر حاوی ہیں۔ دوسرے یہ کہ جہاں ہر ایک صاحب کمال نے اسی پہلو میں کمال دکھایا ہے۔ جسے اُس کے زمانہ یا اُس کی قوم یا اُس کے ملک کی حالت پیدا کرنے کی قابلیت رکھتی تھی۔ آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے کمالات ایسے ہیں۔ کہ آپؐ کے زمانہ اور آپؐ کے ملک اور آپؐ کی قوم کی حالت اُن کے پیدا کرنے کی قابلیت اپنے اندر نہ رکھتی تھی۔

اگر کوئی شخص دُنیا میں اس لئے بڑا کہلاتا ہے۔ کہ اُس نے اپنی قوم کو پستی سے نکال کر بلندی پر پہنچا دیا۔ تو یہ بڑائی سب سے زیادہ اُس شخص میں پائی جاتی ہے جس نے ایک نہایت ہی گری ہوئی قوم کو جو نہ کبھی اپنے ملک سے باہر نکلی تھی۔ نہ تہذیب اور علم ہی کا اُس میں کوئی چرچا تھا۔ چند سال کے اندر نہ صرف دُنیا کے ایک بہت بڑے حصّے کا فاتح بلکہ فتوحات کے ساتھ تہذیب تمدّن اور علوم وفنون کی روشنی کو تاریک سے تاریک کونوں تک پہنچانے والا بنا دیا۔

اگر کوئی شخص اس لئے بڑا کہلا سکتا ہے۔ کہ اُس نے اپنی قوم کے بکھرے ہوئے شیرازہ کو اکٹھا کر دیا۔ تو اہل عرب جیسی بکھری ہوئی قوم کو جس کا ایک ایک قبیلہ [illegible] ہمیشہ کے لئے ایک دوسرے [illegible] ہو چکا تھا۔ ایک کرنے والے شخص سے بڑھ کر کون شخص بڑا کہلا سکتا ہے۔ جس نے ریت کے ذرّوں کو جمع کرکے ایک مضبوط پہاڑ بنا دیا۔ وہ پہاڑ جو حوادث روزگار کی خطرناک ٹکروں کے مقابلہ کے بعد آج بھی ویسا ہی مستحکم ہے۔ جیسا پہلے روز تھا۔

اگر کوئی شخص اس لئے بڑا ہے۔ کہ اُس نے خدائے واحد کے نام کو دُنیا میں بلند کیا۔ تو محمدؐ سے بڑا دُنیا میں اور کون ہو سکتا ہے۔ جس کی بعثت کا منشا ہی اعلائے کلمۃ اللہ تھا۔ اور جس نے اس منشا کو ایسے بے مثل انداز میں پورا کیا۔ کہ بُت پرستی اور شرک کے چہرہ پر جو نقاب پڑی ہوئی تھی۔ وہ ہمیشہ کے لئے اُٹھ گئی اور توحید کے نور سے دُنیا جگمگا اُٹھی۔

اگر کوئی شخص اس لئے دُنیا میں بڑا کہلا سکتا ہے کہ اس نے اعلیٰ درجہ کے اخلاق کی تعلیم دنیا میں پھیلائی۔ تو اُس سے بڑا آدمی دُنیا میں اور کون ہوگا۔ جو اِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ کا مصداق اتم ہے۔ جس کے اخلاق کی شمیم سے فضائے عالم معطر و معنبر ہے۔ اور جس کا احسان اس لحاظ سے دُنیا پر ابدالآباد تک رہیگا یہ خوشبو جسے سونگھنی ہو۔ وہ قرآن کریم کے اوراق کی ورق گردانی کرے۔

اگر کوئی شخص فاتح اور کشورکشا ہو کر بڑا ہو سکتا ہے۔ تو کون شخص بڑا ہے اُس جہان کشا سے جس نے یتیمی کے عالم میں پرورش پائی۔ اور باوجود بے یارومددگار ہونے کے نہ صرف فاتح بلکہ شہنشاہ بھی بن گیا۔ اور اُس عظیم الشان سلطنت کا بانی ہوا۔ جو آج تیرہ سو سال کے بعد بھی دُنیا کی متفقہ کوششوں کا جو اُس کے بیخ و بُن سے اُکھیڑنے کے لئے کی جا رہی ہیں۔ کامیابی سے مقابلہ کر رہی ہے۔

اگر دیانت یا امانت یا راست کرداری بڑائی کا کوئی معیار ہے۔ جس کا مہذب دُنیا کو آجکل نظری طور پر اقرار مگر عملی طور پر انکار ہے تو اُس سے بڑا اور کون ہوگا۔ جو مہد سے لیکر لحد تک اپنے ہم جنسوں اور ہمعصروں میں الامین کے سعادت آفرین لقب سے ملقب تھا۔

اگر کوئی شخص اس لئے بڑا کہلا سکتا ہے۔ کہ اُس کا نام ایک بڑی قوم کے لئے زندہ طاقت کا کام دیتا ہے۔ تو یاد رکھو کہ محمد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے نام میں جو طاقت ہے۔ اس سے بڑھ کر اور کوئی طاقت نہیں۔ اس لئے کہ یہ نام شمال و جنوب اور مشرق و مغرب کے تیس کروڑ مسلمانوں کو بلا تفریق رنگ بلا امتیاز ملک وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰہِ جَمِیْعًا کی ربانی رسی میں باندھنے والا ثابت ہوتا رہا ہے اور ہوتا رہیگا۔

اب دوسرے پہلو کو لو۔ جب کسی قوم یا ملک میں توحید کا چرچا ہو۔ تو ایک بڑے موحد کا پیدا ہو جانا۔ جب فلسفیانہ تحقیق کا عام رواج ہو [illegible] ملک کی حالت بیرونی حملوں کے باعث قوم کے اندر جنگ کا جوش پیدا کر رہی ہو۔ تو ایک بڑے فاتح کا پیدا ہو جانا۔ جب قوم کی توجہ عام طور پر اخلاق کی طرف ہو۔ تو اخلاق کے ایک بڑے معلّم کا پیدا ہو جانا۔ جب قوم میں شعر و شاعری کا شوق پھیل رہا ہو۔ تو ایک بڑے شاعر کا پیدا ہو جانا عین اُن حالات انسانی کے مطابق ہے جس کا مشاہدہ تاریخ ہمیں کراتی ہے۔ مگر ایک [illegible] قوم کے اندر جو شرک کی نجاست سے لتھڑی ہوئی ہو۔ اور توحید سے مطلقاً ناآشنا ہو۔ ایک ایسے شخص کا پیدا ہو جانا۔ جس کی فطرت کے اندر ہی بتوں سے تنفر ہو۔ اور پندرہ سولہ سال کی عمر میں لات وعزیٰ کا واسطہ دیئے جانے پر نہایت جوش سے یہ کہدے کہ مجھے دُنیا میں کسی چیز سے اسقدر نفرت نہیں۔ جتنی ان پتھر کے معبودوں سے ہے اور جو خالص توحید کا معلم واحد ہو۔ ایک ایسی قوم کے اندر جو توہم پرستی میں حد سے گذری ہوئی ہو۔ ایک اعلیٰ درجہ کے فلسفیانہ دماغ رکھنے والے دشمنِ توہم پرستی کا پیدا ہو جانا ایک ایسی قوم کے اندر جس پر علم کی روشنی کی ایک کرن بھی نہ پڑی ہو۔ اس روشنی کو دُنیا کے تاریک سے تاریک کونوں تک پہنچانے والے انسان کا پیدا ہو جانا ایک ایسی قوم کے اندر جو شیرازہ جمعیت کے بکھر جانے کے باعث اس بات کے سمجھنے سے بھی عاری ہو چکی ہو۔ کہ قومی وحدت بھی کوئی چیز ہے۔ وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰہِ جَمِیْعًا کی ندا کے بلند کرنے والے کا پیدا ہو جانا۔ ایک ایسی قوم کے اندر جو اخلاق فاضلہ سے اسقدر دور جا پڑی ہو۔ کہ اخلاق رذیلہ پر فخر کرنا اُس کا شیوہ ہو چکا ہو۔ خُلُقِ عَظِیْم کا سبق دینے والے اور تَخَلَّقُوْا بِاَخْلَاقِ اللّٰہِ کا نعرہ بلند کرنے والا کا پیدا ہو جانا۔ ہاں اُس قوم کے اندر جو شراب نوشی اور قماربازی میں کی استیصال کے ایک ہی کوشش کرنے والے کا پیدا ہو جانا۔ پھر اُس قوم کے اندر جو عورت کو اسقدر ذلیل سمجھتی ہو۔ کہ زندہ لڑکیوں کو گاڑ دینا اُس کے بڑے آدمیوں کا فخر ہو۔ عورتوں کی عزت اور عورتوں کے اُن حقوق کے قائم کرنے والے کا پیدا ہو جانا۔ جو آجکل کی تہذیب بھی طبقۂ نسوان کو نہیں عطا کر سکی۔ اور بالآخر اُس قوم کے اندر جس میں صدیوں کی باہمی لڑائیوں سے جنگجوئی کو فخر انسانیت سمجھا جاتا تھا۔ ایک ایسے شخص کا پیدا ہو جانا جو جنگ کے نام سے متنفر ہو۔ یہ وہ باتیں ہیں۔ جن کے لئے تاریخ کسی دوسرے آدمی کا نمونہ نہیں دکھا سکتی۔ اور جن سے معلوم ہوتا ہے کہ ایسی ظلمتوں اور نجاستوں کے اندر اس نور اس لطافت کو تیار کرنے والا اللہ تعالیٰ کے سوا اور کوئی نہ تھا۔

ہم نے کہا ہے کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ جنگ کے نام تک سے کارہ تھے۔ یہ قول کسی قدر تشریح کا محتاج ہے گو آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کو اپنے صحابہ کی جانیں بچانے کے لئے آخر لڑائیاں کرنی پڑیں۔ لیکن یہ ایک مجبوری تھی۔ آپؐ نے لڑائیوں سے بچنے کے لئے جو ممکن تدبیر تھی اختیار کی۔ اپنے صحابہ کی ایک جماعت کو غیر ملک میں بھیجدیا۔ ہر قسم کی تکالیف بغیر مقابلہ کرنے کے سہیں۔ آخر خود بھی باقی صحابہ کے ساتھ شہر کو چھوڑا۔ املاک کو چھوڑا۔ گھربار کو چھوڑا۔ مگر جب کبھی [illegible] اور مٹھی بھر مسلمانوں کو نیست و نابود کرنے کے لئے سب متفق ہو گئے۔ تو آخر آپؐ کو جنگ کرنی پڑی۔ لیکن اس حالت میں بھی آپؐ کو جنگ سے [illegible] نہ تھا۔ چنانچہ انہی ایام میں جب آپؐ کا پہلا نواسہ پیدا ہوا۔ تو آپؐ نے حضرت فاطمہؓ سے دریافت کیا۔ کہ تم نے اس کا کیا نام رکھا ہے۔ چونکہ عرب ایک جنگجو قوم تھی۔ اور اُن میں ایسے نام بکثرت رکھے جاتے تھے۔ جو اُن کی اس افتاد طبیعت پر دلالت کریں۔

حضرت فاطمہؓ نے جواب دیا کہ ہم نے بچے کا نام حرب رکھا ہے جس کے معنی ہیں جنگ۔ آپؐ نے فرمایا نہیں اس کا نام حسن رکھو۔ اسی طرح دوسرے نواسے کی پیدائش پر جب آپؐ نے پھر نام دریافت فرمایا تو جواب ملا کہ حرب۔ آپؐ نے فرمایا کہ نہیں اس کا نام حسین رکھو۔ حرب کے نام کو حسن اور حسین سے بدلوانا۔ آپؐ کی دلی کیفیات اور قلبی احساسات کا اصلی مرقع ہے۔

مسلم تو صلح کرنے والا ہے۔ جنگ زبردستی لوگ اس کے گلے منڈھ دیتے ہیں۔ اب بھی اگر مسلمانوں کو جنگ کرنی پڑتی ہے۔ تو بدرجہ مجبوری یعنے جب اُن کی قومیت اور ہستی کو مٹانے کی کوشش کی جاتی ہے۔ تو آخر نہیں انہی ہتھیاروں سے مقابلہ کرنا پڑتا ہے۔ جن سے ان پر حملہ کیا جاتا ہے۔ (زمیندار)

سید الانبیاء خاتم المرسلین
حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وخلفائہ وسلم
کی
شان بلند

(از ملفوظات احمدیہ) (مرسلہ منشی محمد منظور الٰہی۔ بھٹنڈہ)

جو تشبیہات قرآن شریف میں آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کو ظلی طور پر خداوند قادر مطلق سے دی گئی ہیں۔ اُن میں سے ایک یہی آیت ہے۔ جو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰی ۝ فَکَانَ قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی یعنی وہ (حضرت سیدنا محمد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ) اپنی ترقیات کاملہ قرب کی وجہ سے دو قوسوں میں بطور وتر کے واقع ہے۔ بلکہ اس سے نزدیک تر۔ اب ظاہر ہے کہ وتر کی طرف اعلیٰ میں قوس الوہیت ہے۔ سو جبکہ نفس پاک محمدی اپنی شدت قرب اور نہایت درجہ کی صفائی کی وجہ سے وتر کی حد سے آگے بڑھا۔ اور دریائے الوہیت سے نزدیک تر ہوا۔ تو اُس دریائے ناپیدا کنار میں جا پڑا اور الوہیت کے بحر عظیم میں ذرہ بشریت گم ہو گیا۔ اور یہ بڑھنا مستحدث اور جدید طور پر نہ تھا۔ بلکہ ازل سے بڑھا ہوا تھا۔ اور ظلی اور مستعار طور پر اس بات کے لائق تھا۔ کہ آسمانی صحیفے اور الہامی تحریریں اُس کو مظہر اتم الوہیت قرار دیں۔ اور اُسے آئینہ حق نما ٹھہرا دیں۔ پھر دوسری آیت قرآن شریف کی جس میں یہی تشبیہ نہایت صفائی واجلے طور پر دی گئی ہے یہ ہے اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَکَ اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللّٰہَ یَدُ اللّٰہِ فَوْقَ اَیْدِیْهِمْ یعنے جو لوگ تجھ سے بیعت کرتے ہیں وہ خدا سے بیعت کرتے ہیں۔ خدا کا ہاتھ ہے۔ جو اُن کے ہاتھ پر ہے۔ واضح ہو کہ جو لوگ آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سے بیعت کرتے تھے۔ وہ آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے ہاتھ میں ہاتھ دیکر بیعت کیا کرتے تھے۔ اور مردوں کے لئے یہی طریق بیعت کا ہے۔ سو اس جگہ اللہ تعالیٰ نے بطریق مجاز آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی ذات بابرکات کو اپنی ذات اقدس ہی قرار دیا۔ اور اُن کے ہاتھ کو اپنا ہاتھ قرار دیا۔ یہ کلمہ مقام جمع میں ہے۔ جو بوجہ نہایت قرب آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے حق میں بولا گیا ہے۔ اور اسی مرتبہ جمع کی طرف جو محبت تامہ دو طرفہ پر موقوف ہے۔ اس آیت میں بھی اشارہ ہے مَا رَمَیْتَ اِذْ رَمَیْتَ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ رَمٰی۔ تو نے نہیں چلایا۔ خدا نے ہی چلایا۔ جبکہ تو نے ہی چلایا۔ ایسا ہی اللہ تعالیٰ نے مقام جمع کے لحاظ سے کئی نام آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے ایسے رکھدئے ہیں۔ جو خاص اُس کی صفتیں ہیں۔ جیسا کہ آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کا نام محمد رکھا۔ جس کا ترجمہ یہ ہے نہایت تعریف کیا گیا۔ سو یہ نہایت درجہ کی تعریف حقیقی طور پر خدا تعالیٰ کی شان کے لائق ہے۔ مگر ظلی طور پر آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کو دی گئی۔ ایسا ہی قرآن شریف میں آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کا نام نور جو دنیا کو روشن کرتا ہے۔ اور رحمت جس نے عالم کو زوال سے بچایا ہوا ہے آیا ہے اور رؤف اور رحیم جو خدا تعالیٰ کے نام ہیں۔ ان ناموں سے بھی آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ پکارے گئے ہیں۔ اور کئی جگہ قرآن شریف میں اشارات وتصریحات سے بیان ہوا ہے۔ کہ آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مظہر اتم الوہیت ہیں۔ اور اُن کا کلام خدا کا کلام اور اُن کا ظہور خدا کا ظہور اور اُن کا آنا خدا کا آنا ہے۔ چنانچہ قرآن شریف میں اس بارے میں ایک یہ آیت بھی ہے۔ قُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ کَانَ زَهُوْقًا۔ کہ حق آیا اور باطل بھاگ گیا۔ اور باطل کو بھاگنا ہی تھا۔ حق سے مراد اس جگہ اللہ جل شانہٗ اور قرآن شریف اور آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ہیں۔ اور باطل سے مراد شیطان اور شیطان کا گروہ اور شیطانی تعلیمیں ہیں۔ سو دیکھو اپنے نام میں خدا تعالیٰ نے آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کو کیونکر شامل کر لیا۔ اور آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کا ظہور فرمانا خدا تعالیٰ کا ظہور فرمانا ہوا۔ ایسا ہی جلالی ظہور جس سے شیطان معہ اپنے تمام لشکروں کے بھاگ گیا۔ اور اُس کی تمام تعلیمیں حقیر اور ذلیل ہو گئیں۔ اور اُس کے گروہ کو بڑی بھاری شکست آئی اسی جامعیت تامہ کی وجہ سے سورہ آل عمران کے تیسرے جزو میں مفصل یہ بیان ہے۔ کہ تمام نبیوں سے عہد و اقرار کر لیا گیا۔ کہ تم پر واجب و لازم ہے کہ عظمت و جلالت شان ختم الرسل پر جو محمد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ہیں ایمان لاؤ۔ اور اُن کی اس عظمت و جلالت کی اشاعت کرنے میں بدل و جان مدد کرو۔ اسی وجہ سے حضرت آدم صفی اللہ سے لیکر تا حضرت مسیح کلمۃ اللہ جس قدر نبی اور رسول گذرے ہیں۔ وہ سب کے سب عظمت و جلالت آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کا اقرار کرتے آئے ہیں۔ (ازخیبر)

جاپان کیلئے اسلامی وفد

جاپان میں نیر اسلام کے طلوع کی خبر الحکم کی کسی گذشتہ اشاعت میں لکھی جا چکی ہے۔ اس کے ساتھ ہی ہم نے ظاہر کیا تھا۔ کہ اگر کچھ ادیان ازم اور اسلام پر در حقیقت اسلام کے متعلق مختصر ٹریکٹ وہاں شائع کر دیں تو اگر خدا تعالیٰ چاہے مفید ہو سکتے ہیں۔ ۔۔ لاہور کے اخبارات سے معلوم ہوا کہ ایک جلسہ میں بصدارت مسٹر فضل حسین صاحب [illegible]

یہ تجویز ہوئی کہ جاپان میں ایک وفد اشاعت اسلام کے لئے بھیجا جاوے۔ جس کے لئے اخراجات ڈاکٹر اقبال کی کسی نظم کی فروخت سے مہیا کئے جاویں۔ جہاں تک اشاعت اسلام کا سوال ہے یہ تجویز خوش کن اور خوشنما ہے۔ مگر سوال یہ ہے کہ جاپان میں کونسا اسلام پیش کیا جائیگا۔ کیا وہ اسلام جو آجکل کے تعلیم یافتہ لوگوں کی عملی تربیت میں نشو و نما پا رہا ہے۔ جہاں معجزات اور خوارق سے ہنسی ہوتی ہے۔ جہاں قرآن کریم سے مدنی آیات کے نکالے جانے کے رزولیوشن بعض اوقات پیش کئے جاتے ہیں۔ جن کے نزدیک نمازوں میں تخفیف کی ضرورت ہے اور روزہ میں ریفرمیشن کی حاجت یا وہ اسلام پیش کیا جائیگا جو اسلام کے مختلف فرقے پیش کرتے ہیں؟ جب تک اس سوال کا حل نہ ہوے یہ تجویز محض یار لوگوں کی سیاحت جاپان سے بڑھکر کوئی وقعت نہیں رکھتی۔

اگر ان مدعیان حمایت اسلام کے دل میں اسلام کا درد اور اس کی اشاعت کا جوش ہے اور دلی جوش ہے تو کیا وہ ہندوستان کے مسلمانوں کو مسلمان بنا چکے ہیں؟ کیا شدھی سبھا کے مقابلہ کے لئے کوئی انتظام انہوں نے کیا ہے؟ ابھی تھوڑے ہی دن ہوئے ہیں کہ مولوی شبلی نعمانی کی چٹھی اخبارات میں شائع ہوئی تھی۔ جس سے ظاہر ہوا۔ کہ بہت سے لوگ مسلمان کہلا کر بھی اسلام سے واقف نہیں۔ چنانچہ اُن کے لفظ یہ ہیں:۔

بہت سے قصبات و دیہات ایسے ہیں۔ جہاں کے مسلمان اسلام کے احکام و فرائض سے بالکل ناواقف ہیں یہاں تک کہ اُن کا لباس وضع بلکہ نام تک ہندوؤں کے ہوتے ہیں۔

پس کیا یہ فدایان اشاعت اسلام کئی ہزار میلوں کا سفر کرنے کے بجائے اپنے گھر میں رہ کر ان ناواقفان اسلام کو اسلام سے آگاہ کرنے کی جرأت کریں گے؟ اس کا جواب واقعات سے یہ ہوگا کہ ہرگز نہیں جاپان جانے کے واسطے غریب مسلمانوں کا روپیہ تباہ کرنے کو بہت سے لوگ اُٹھ کھڑے ہوں گے۔ جو ظاہر کریں گے۔ کہ ان کے سینہ اشاعت اسلام کے جوش سے بھرے ہوئے ہیں۔ مگر عملی حالت وہ ہوگی۔ جو حافظ نے اپنے کسی شعر میں بیان کی ہے۔

ممالک غیر میں اشاعت اسلام کا سوال تو ابھی بہت دور ہے۔ اپنے گھر میں حفاظت اسلام کر کے تو دکھاؤ سنٹرل انڈیا میں جا کر دیکھو کہ مسلمانوں کی کیا حالت ہے۔ جو السلام علیکم کے بجائے رام رام کہتے ہیں۔ اور اتنا بھی ان کو معلوم نہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کون تھے۔ اور اگر کلمہ پوچھا جاوے۔ تو جواب ملتا ہے۔ کہ "ہمارا قاضی پانچوں کلمے جانتا ہے"۔ کس قدر شرم کا مقام ہے کہ ہم اپنے ملک میں تو کچھ نہیں کر سکتے اور جاپان جاتے ہیں۔ جہاں اشاعت اسلام کریں گے پہلے مسلمانوں میں پہلی عملی زندگی پیدا کرو۔ اور تبلیغ اسلام کرو پھر باہر نکلو۔ صحابہ اُس وقت باہر نکلے تھے۔ جب وہ اپنے ملک اور قرب جوار کو اسلام پہنچا چکے تھے محض گھر میں لیکچروں سے کچھ نہ ہوگا یہ نری لاف و گزاف ہے۔ اور نہ ان وفود سے کچھ بنیگا۔ محض سیر و تماشہ ہے اگر کچھ کرنا ہے۔ تو پہلے خود اپنی اصلاح کرو۔ اور پھر اپنے اہل ملک کو سمجھاؤ اور پھر باہر جاؤ۔

ہمارے سلسلہ کے دوستوں کو اس تحریک کے متعلق اتنا [illegible] کہ پہلے (اگرچہ [illegible] سے کوئی اس تحریک میں شامل نہیں مگر احتیاطاً میں آگاہ کرتا ہوں) کہ گو یہ تحریک نہیں بھی خوشنما معلوم ہو مگر

ان کے لئے سردست اتنا ہی ضروری ہے۔ کہ حضرت اقدسؑ کا انگریزی لیکچر جو کہ ولایت میں چھپوایا گیا ہے۔ جاپان اور دوسرے ممالک میں شائع کریں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی میں جاپان میں اشاعت اسلام کے متعلق میرے مہربان بھائی خواجہ کمال الدین صاحب نے حضرت اقدسؑ کو توجہ دلائی۔ ان کا منشا تھا۔ کہ حضرت اقدس جاپان کو کوئی وفد بھیجیں۔ ان دنوں میں یہ بحث بڑے جوش سے جاری تھی اور اس کی تحریک اس سے ہوئی تھی۔ کہ آریہ لوگ ایک وفد بھیجنے والے تھے۔ اس موقعہ پر حضرت اقدس علیہ السلام نے ایک عجیب تقریر فرمائی تھی۔ میں مناسب سمجھتا ہوں کہ اسے یہاں درج کر دوں۔ اس سے ہمارے دوستوں کو بہت فائدہ ہوگا اگرچہ ہم کہہ سکتے ہیں کہ حالات میں بہت تبدیلی ہو گئی ہے۔ اور اب جبکہ وہاں نیر اسلام طلوع ہو رہا ہے۔ ضرورت ہے کہ ہم وہاں پہنچیں۔ مگر سردست کتابوں کی اشاعت مقدم ہے۔ وقت آئیگا کہ ہمارا موجودہ امام جس طرح پر خدا تعالیٰ اس کے دل میں ڈالیگا۔ اشاعت اسلام کے لئے کوئی راہ بتائیگا۔ جب تک وہ کچھ پیش نہ کرے۔ ہمارے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ اسوہ قابل عمل ہے اور وہ تقریر یہ ہے۔

"۲۶ جون ۱۹۰۵ء ایک دوست نے تحریک کی کہ جاپان میں تہذیب کی بہت ترقی ہوئی ہے۔ اور عیسائی لوگ اس بات کی کوشش کر رہے ہیں کہ تمام جاپانی عیسائی ہو جائیں۔ آریوں نے بھی ہوم میں جاپانی زبان سیکھنے کے واسطے ایک مدرسہ قائم کیا ہے اور جاپان میں کئی آدمی بھیجے ہیں۔ اگر مناسب ہو تو سلسلہ حقہ کی اس ملک میں اشاعت کے واسطے تجویز کی جاوے۔"

اس پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا "ہر نبی اور رسول کا آخری زمانہ اس کے سلسلہ کی نصرت کا وقت ہوتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ نبوت کا پہلا بہت سا حصہ مصائب اور تکالیف میں گزرا تھا اور فتوحات اور نصرت کا زمانہ آپ کی عمر کا آخری حصہ ہی تھا۔ ہم بھی اپنی عمر کا بہت سا حصہ طے کر چکے ہیں اور زندگی کا کچھ اعتبار نہیں۔ اب خدا کے وعدوں کے پورے ہونے کے دن ہیں۔ ہماری حالت وہ ہے کہ عدالت میں مدت سے کسی کا مقدمہ پیش ہے اور اب فیصلہ کے دن قریب ہیں۔ ہمیں مناسب نہیں کہ اور طرف توجہ کر کے اس فیصلہ میں گڑبڑ ڈال دیں۔ ہم چاہتے ہیں کہ اب اس فیصلہ کو دیکھیں اس عرصہ میں جو جماعت تیار ہوئی ہے۔ ابھی تک وہ بھی بہت کمزور ہے۔ بعض ذرا سے ابتلا سے ڈر جاتے ہیں۔ اور لوگوں کے سامنے انکار کر دیتے ہیں۔ اور پھر بعد میں ہم کو خط لکھتے ہیں کہ ہمارا انکار دلی نہیں ہے۔ گویا ایسے لوگ اس آیت کی ذیل میں آ جاتے ہیں من کفر باللہ من بعد ایمانہ الا من اکرہ وقلبہ مطمئن بالایمان۔ ہم جن کے دلوں میں حلاوت ایمانی پورے طور پر بیٹھ جائے وہ ایسا فعل نہیں کر سکتے فی الحال موجودہ معاملات میں ہی توجہ اور دعا کی بہت ضرورت ہے اور ہم خدا پر بھروسہ کرتے ہیں۔ کہ معاملہ دور جانے والا نہیں۔ ایسے معاملات میں آریوں کے ساتھ ہماری کوئی مناسبت نہیں ہو سکتی۔ وہ قوم کو بڑھانا چاہتے ہیں اور ہم دنیا میں تقویٰ اور نیکی کو قائم کرنا چاہتے ہیں۔ اگر ہم آریوں کی نقل کرنا چاہیں تو ان کی پیروی ہمارے لئے منحوس ہوگی۔ اور ہم کو وحی کرنے والے گویا وہی ٹھہریں گے۔ اگر خدا تعالیٰ جاپانی قوم میں کسی تحریک کی ضرورت سمجھیگا۔ تو خود ہم کو اطلاع دیگا۔ عوام کے واسطے امور پیش آمدہ میں استخارہ ہوتا ہے۔ اور ہمارے واسطے استخارہ نہیں۔ جب تک پہلے سے خدا تعالیٰ کا منشاء نہ ہو۔ ہم کسی امر کی طرف توجہ کر ہی نہیں سکتے ہمارا دارومدار خدا تعالیٰ کے حکم پر ہے۔ انسان کی اپنی کی ہوئی بات میں اکثر ناکامی ہی ہوتی ہے۔ اگر خدا تعالیٰ چاہیگا۔ تو اس ملک میں طالب اسلام پیدا کریگا۔ جو خود ہماری طرف توجہ کریگا۔ اب آخری زمانہ ہے۔ ہم فیصلہ سننے کے انتظار میں ہیں۔ ہاں سب سے ضروری بات یہ ہے کہ میں اپنی جماعت کے سب لوگوں کو توجہ دلاتا ہوں۔ کہ یہ دن بہت نازک ہیں خدا سے ترساں و ترساں رہو۔ ایسا نہ ہو کہ سب کیا ہوا برباد ہو جائے۔ اگر تم دوسرے لوگوں کی طرح بنوگے۔ تو خدا تم میں اور ان میں کچھ فرق نہ کریگا۔ اور اگر تم خود اپنے اندر نمایاں فرق پیدا نہ کروگے۔ تو پھر خدا بھی تمہارے لئے کچھ فرق نہ رکھیگا۔ عمدہ انسان وہ ہے جو خدا کی مرضی کے مطابق چلے۔ ایسا انسان ایک بھی ہو۔ تو خدا اس کی خاطر ضرورت پڑنے پر خدا ساری دنیا کو بھی غرق کر دیتا ہے۔ لیکن اگر ظاہر کچھ اور ہو اور باطن کچھ اور۔ تو ایسا انسان منافق ہے اور منافق کافر سے بدتر ہے۔ سب سے پہلے دلوں کی تطہیر کرو۔ مجھے سب سے زیادہ اس بات کا خوف ہے کہ ہم نہ تلوار سے جیت سکتے ہیں اور نہ کسی اور قوت سے۔ ہمارا ہتھیار صرف دعا ہے اور دلوں کی پاکیزگی اگر ہم اپنے آپ کو درست نہ کریں گے۔ تو ہم سب سے پہلے ہلاک ہونگے اگر خدا نہ چاہے تو جاپان میں کیا رکھا ہے۔ ہاں زبان سیکھنے میں کوئی حرج نہیں داشتہ آید بکار۔ اگر ہمیں خدا کا حکم ہو۔ تو بغیر زبان سیکھنے کے آج ہی چل پڑیں۔ ہم ایسے معاملات میں کسی مشورہ نہیں چل سکتے۔ خدا کے منشاء کے قدم بقدم چلنا ہمارا کام ہے۔"

ظہور مہدی

مسلمانوں پر آجکل جو مصائب اور ابتلا مختلف ملکوں میں آ رہے ہیں۔ انہوں نے کسی قدر ان کو متنبہ کر دیا ہے۔ اور وہ آنکھیں ملتے ہوئے اٹھ بیٹھے ہیں۔ طرابلس اور [illegible] کی جنگ نے ایک طرف۔ ایران اور روس کی لڑائی نے دوسری طرف جو حالت ان اسلامی سلطنتوں کی بنا رکھی ہے۔ وہ کسی سے مخفی نہیں۔ ان جنگوں کے متعلق تفصیلی حالات یہاں دینے کی ضرورت نہیں اور نہ یہ موقعہ ہے بلکہ میں ایک عجیب بات ناظرین کو سنانی چاہتا ہوں۔ اور وہ یہ ہے کہ اب مسلمانوں میں خصوصیت کے ساتھ یہ خیال پیدا ہوا ہے۔ کہ یہ زمانہ ظہور مہدی کا ہے۔ کوئی شخص شاہ نعمت اللہ صاحب ولی کے قصائد سے پیشگوئی پیش کرتا ہے۔ کہ ۱۳۳۱ ہجری میں ظہور مہدی ہو جائیگا۔ کوئی کسی رنگ میں غرض اس وقت شیعہ۔ سنی۔ مختلف طریقوں سے یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں۔ کہ اب ظہور مہدی کا وقت آگیا ہے خواجہ حسن نظامی نے جو رسالہ شائع کیا تھا۔ اس میں انہوں نے بلاد اسلامیہ کے بزرگوں کی رائیں اور اجتہادات نہیں بلکہ کشوف اور الہامات کی بنا پر لکھا ہے۔ کہ اب وقت آ پہنچا ہے یہ سب کچھ ہے۔ مگر مجھے تو ان بیچارے خیالی امیدیں لگانے والے مسلمانوں کی حالت پر رحم آتا ہے۔ کیونکہ ان کا مزعوم مہدی تو نظر آتا تھا اور نہ آئیگا۔

تعجب کی بات ہے کہ جب مسلمانوں پر دنیاوی مصائب پڑنے لگے تو ان کی آنکھیں آسمان کی طرف اٹھیں۔ اور پرانی کتابیں ان کی رہنمائی کرنے لگیں۔ لیکن جو مصیبت دینی رنگ میں ان پر آئی۔ اس کا احساس تک نہیں کیا۔ اعمال میں وہ سست ہوئے۔ اعتقادات اور ایمانیات میں ان کی کمزوریاں واقع ہوئیں۔ اور مختلف مذاہب کے متبعین نے اسلام پر پُرزور حملے کئے۔ اور لاکھوں انسان اسلام سے مرتد ہو گئے۔ مگر انہیں جنبش نہ ہوئی۔ اور جب اسلامی سلطنتوں پر آفت آنے لگی۔ تو اب دعاؤں کی طرف بھی جھکے۔ اور خواب اور کشوف بھی دیکھنے لگے۔ اور مہدی اور مسیح کے لئے بھی آسمان کی طرف نظریں اٹھنے لگیں۔ کاش یہی بیداری ان میں آج سے تیس سال پہلے پیدا ہوتی۔ اور انہیں معلوم ہوتا۔ کہ اسلام پر کیا مصائب آ رہے ہیں۔ عیسائیوں۔ آریوں۔ برہموؤں۔ دہریوں اور فلسفیوں کے فتنے کیا ستم ڈھا رہے ہیں۔ مگر خیر صبح کا بھولا شام کو اگر گھر آ جاوے۔ تو وہ بھولا نہیں کہلاتا۔ میں انہیں دردمند دل سے مشورہ دیتا ہوں۔ کہ یہ امیدیں ان کی محض باطل اور خیالی ہیں۔ وہ سوچیں۔ اٹلی مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ پر حملہ کی دھمکیاں دیتا ہے۔ اب انہیں چاہئے کہ رو رو کر پکاریں۔ اور حضرت مسیح کو آسمان سے اور مہدی کو غار سرمن راٰی سے نکالیں۔ وہ وقت کب آئیگا۔ ایران میں شیخ الاسلام شہید ہو گیا۔ اور یتیموں اور بیواؤں سے گھر بھر گئے۔ طرابلس کی حالت عیاں ہے۔ غرض جہاں دیکھو۔ شور محشر بپا ہے۔ ان بزرگوں کو اب چیخ پکار سے اتارو۔ اگر اس قیامت خیز ہنگامے میں وہ نہ آئے۔ تو پھر کب آئیں گے۔ مگر اے مسلمانو! تم سوچو اور غور سے سوچو۔ کہ اگر وہ آنے والے ہوتے۔ تو اب تک آ گئے ہوتے۔ کیونکہ اب مصائب اسلام کی حد ہو چکی۔ آنے والا آ گیا۔ اور اپنا پیام پہنچا گیا۔ تم نے اسے دیکھا۔ پر شناخت نہ کیا۔ اب بھی ان امانی کو چھوڑ دو۔ اور حق کو اختیار کرو۔ تاکہ تمہیں آسمان سے نصرت ملے۔

مختصر نوٹ

مجھے ضرورتاً دو تین دن کے لئے باہر جانا پڑا اور دوم الحکم نے میری غیر حاضری میں ذیل کے چند نوٹ الحکم کے لئے لکھ دیئے ہیں۔ ان میں سے بعض پر میں کسی قدر تفصیل سے پھر لکھنا چاہتا ہوں وباللہ التوفیق

لبیک کی پہلی آواز

تشحیذ ماہ فروری میں یہ تحریک کی تھی کہ خواتین سلسلہ احمدیہ ہر روز مٹھی بھر آٹا ایک برتن میں جمع کرنا اپنا معمول بنا لیں۔ اور اسطرح پر لنگر خانہ کے اخراجات کے لئے ایک معتد بہ رقم جمع ہو جایا کرے۔ جسطرح گھروں کے کھانے پکانے کا بندوبست عورتوں کے تعلق ہے اسی طرح سلسلہ کے لنگر خانہ کا انصرام بھی مستورات ہی اپنے مبارک ہاتھوں میں لے لیں۔

اس تجویز پر جس سے سکرٹری صدر انجمن احمدیہ بھی متفق ہیں سب سے پہلے منشی غلام حیدر صاحب پٹواری تلونڈی راہ والی کی چٹھی موصول ہوئی ہے کہ انھوں نے اپنے گھر میں یہ مضمون سنا دیا اور اسپر عمل شروع ہو گیا۔ میں منتظر ہوں کہ کس کس جگہ کی جماعتیں اسپر عمل کرتی ہیں۔ اور اس مخلصانہ آواز پر لبیک کہہ کر تعاون علی البر کا دم بھرتی ہیں۔

شکریہ

تشحیذ کے ایک خریدار نے لکھا تھا کہ میرا پرچہ بغیر میری اطلاع کے واپس آگیا۔ اس کی شکایت بجناب پوسٹ ماسٹر جنرل ڈاکخانہ جات کی گئی۔ بعد از تحقیقات سپرنٹنڈنٹ ڈاکخانہ جات گجرات نے مجھے اطلاع دی ہے کہ اس برانچ پوسٹ ماسٹر کو علیحدہ کر دیا ہے۔ اس توجہ فرمائی اور ایسا سخت نوٹس لینے پر میں محکمہ ڈاکخانہ جات کے بیدار مغز ذمہ دار آفیسرز کا ممنون ہوں اس ایک واقعہ سے دوسرے برانچ پوسٹ ماسٹروں اور چٹھی رسانوں کو کان ہونے چاہئیں۔ کیونکہ اس مضمون کی چٹھیاں ہمارے دفتر میں موصول ہوتی رہتی ہیں۔ کہ ہمیں اطلاع بھی نہیں اور کام کو ہلکا کرنے یا کسی دوسری وجہ سے جس کی تہ میں بعض اوقات مخالفت سلسلہ بھی کام کر رہی ہوتی ہے ڈاک منشی یا چٹھی رساں نے پرچہ انکاری کر کے واپس کر دیا۔

ہولی لینڈ

ہولی بھی ہو لی اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کا دن بھی گذر گیا۔ بلکہ ۲۰ فروری کو ہجرت رسول اللہ کا روز تھا۔ اور ۳۔ مارچ کو شروع نبوت کا دن تھا۔ وہ بھی گذر گیا۔ مسلمان جو قسم قسم کی بدعات اور شرک آمیز کارروائیوں اور باہمی فساد و عناد کی باتوں میں منہمک رہتے ہیں انھوں نے غیر اقوام کی تقلید سے دل کھول کر ایسی ایسی لغویات اور بیہودگیاں کیں کہ الی اللہ المشتکی۔ ان بزرگوں سے کوئی پوچھے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا روز میلاد کیا اور روز وفات کیا۔ ان کی بعثت کا تو ایک ایک دن بلکہ مجھ سے پوچھو تو ایک ایک منٹ اس قابل تھا اور ہے کہ ہم ناصیہ فرسائی آستانہ الوہیت، اس کے لئے عید منائیں۔

پھر ایک دن کی خصوصیت کیا اور اس میں یہ بدعت کیسی صحابہ کرام اور ائمہ عظام سے بڑھکر اس برگزیدہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا شیدا کون ہو سکتا ہے۔ جنھوں نے عملی طور پر اپنے ایثار کا ثبوت دیا۔ اور اس پیارے کے نام پر اپنے مال اپنی اولاد۔ اپنی جان کو نثار کر دیا۔ اور قضی نحبہ اور رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ کا سرٹیفکٹ حاصل کر لیا ہے کیا انھوں نے یہ جشن منائے۔ ہرگز نہیں۔ پس دوسرے بادیان ملت پر اس کا قیاس کر کے نبی کی یادگاریں قائم کرنے کی فکر ایک دور از کار خیال ہے۔ مسلمانو تم خود مٹے جاتے ہو تم اپنی یادگار کے قیام کا فکر کرو۔ اس نبی کی یادگار کا فکر کیا جس کی نوبت پانچ بار بجتی ہے۔ اور جس کا مقدس نام کوٹھوں پر چڑھ چڑھ کے لیا جاتا ہے۔ اس کی یادگار تو خود تمھیں ہو۔ پس تم اپنی فکر کرو۔ ہم تو اس کوشش میں ہیں کہ ثابت کریں کہ ہمارا نبی زندہ نبی ہے۔ اور اس کی زندگی کا ثبوت یہ ہے کہ اس کے فیض سے مستفیض اس کے ذرے مستنیر ہو کر اب بھی نبی آتے ہیں اور آپ اس کی وفات کی یادگاریں قائم کرتے ہیں:

خدا رحم کرے ان حالات پر نظر کر کے مجھے کہنا پڑتا ہے کہ قادیان "ہولی لینڈ" ہے۔ اس میں وہی نمونہ دیکھا جاتا ہے جو صحابہ کرام کا تھا۔ نہ یہاں عید میلاد ہوئی۔ نہ ماتم وفات نہ مدرسہ احمدیہ و تعلیم الاسلام میں کوئی رخصت ہوئی اور نہ کوئی اس قسم کا تذکرہ آیا۔ نہ اس کی ضرورت۔ نبی کریم صلعم کی یادگار یہی ہے کہ تم اس کا نمونہ بنو۔ تمھاری رفتار تمھاری گفتار تمھاری کردار سے یہ ظاہر ہو کہ تم نبی کے ہو اور نبی تمھارا۔ یہ تو نہیں کہ ناچنے۔ گودنے لہو و لعب میں وقت گذارنا ہو تو نبی کے بہانے اور جب شادی بیاہ۔ موت۔ ولادت کے وقت اس کے ارشادات کی تعمیل کا وقت آئے تو اپنے رسم و رواج کو چھوڑنا دوبھر معلوم ہو۔ اور اس وقت بھائی لہنا سنگھ اور لالہ مکوڑی مل کا اسوۂ حسنہ اختیار کرو۔ تمھاری اس قسم کی کمزوریاں دیکھ دیکھ غیر اقوام کو یہ کہنے کی جرات ہوئی ہے کہ جب ہند کے مسلمان قومیت کے لحاظ سے ہندو ہیں تو کیا وجہ ہے کہ وہ بیساکھی۔ دیوالی۔ دسہرہ۔ بسنت پنچمی یہ تیوہار نہ منائیں جبکہ یہ ان کے قومی تیوہار ہیں۔ اگرچہ بدقسمتی سے ان تیوہاروں میں مسلمان عامۃ الناس بڑی دلچسپی اور جوش سے حصہ لیتے ہیں۔ چنانچہ بیساکھی پر گئی ادشیرا کی جگر خراش آواز جو وزیر آباد میں ڈھولک کے ساتھ آتی ہے تو اکثر اس میں اسی نبی کا کلمہ پڑھنے والے ننگ قوم مسلمان ہوتے ہیں۔ مگر ان کا ہندو شیرا سر ساحی ہنیں وہ چاہتا ہے کہ زن و مرد بلا تفریق اس میں شامل ہو کر اپنی قومیت کو باطل کریں۔ مسلمانو ہوشیار ہو جاؤ مسلمان بنو اور ان لغویات کو چھوڑ دو۔ غیر قوموں کی تقلید نہ کرو کہ تم امۃ وسطاً شہداء علی الناس بنائے گئے ہو تمھاری شان میں کنتم خیر امۃ اخرجت للناس یامرون بالمعروف وینھون عن المنکر نازل ہوا ہے۔ تم امر بالمعروف نہی عن المنکر کرو۔ اور اس طوفان بے تمیزی میں چٹان بنجاؤ۔ اور اس چٹان پر منارۃ المسیح کا لائٹ ہاؤس لگاؤ۔ اور غرق ہونے والے جہازوں کو بچاؤ ان ینتشلون بالکشتی کو اپنے گھروں میں پناہ دو۔ ان کا ہاتھ پکڑنے کیلئے آگے بڑھو مگر یہ نہیں کہ خود بھی انھیں کے ساتھ بحر ضلالت میں گر پڑو اور اسکا نام ہمدردی و اتحاد رکھو۔ غیر قومیں ایسے طرز عمل سے جو انھوں نے دین کے متعلق اختیار کر رکھا ہے کہہ رہی ہیں کہ "ہم تو ڈوبے ہیں مگر تم کو بھی لے ڈوبینگے"۔ لیکن تم ان خودکشی کرنیوالوں کو اس ارادۂ بد سے باز رکھو۔ اور ان مردوں کو مسیحا کے قدموں میں ڈال دو۔ تاکہ وے روح القدس سے زندہ ہو کر ہمیشہ کی زندگی پائیں۔

سیرت نبوی

بڑی خوشی کی بات ہے کہ علامہ شبلی نے اعلیٰ پیمانہ پر سیرت نبوی لکھنے کا ارادہ کیا ہے یہ بہت مبارک خیال ہے اور کوئی مسلمان ایسا نہ ہوگا جو اس کار خیر میں دامے۔ قدمے سخنے مدد کرنا اپنا فرض نہ سمجھے۔ علامہ موصوف نے یہ بھی لکھا ہے کہ روایات پر تنقید کیجائیگی۔ واقع میں یہ بہت ضروری بات ہے بشرطیکہ اس تنقید کی تہ میں معجزات نبوی سے انکار کا رازدارانہ مقصد اپنی کارروائی نہ کرے۔ یہ تو شکر کی بات ہے کہ آپ نے بخاری و مسلم کو اپنی اس عالمانہ و محققانہ تنقید کا محتاج نہیں سمجھا۔ لیکن میں نہایت ادب سے عرض کرونگا کہ ایک اور کتاب بھی ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کا بہترین مصالحہ بہم پہنچانیوالی بلکہ ہر طرح سے کامل و مکمل ہے۔ اس پاک کتاب کا نام ایک موقع پر حضرت عائشہ صدیقہ نے بھی لیا تھا اسکا نام بھی لکھے دیتا ہوں "**قرآن مجید**" اگر تدبر سے اسے پڑھا جاوے تو پیارے نبی کی زندگی کے حالات شرح و بسط سے معلوم ہو سکتے ہیں۔

دوسری بات جو میں علامہ موصوف کے گوش گذار کرنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ پیشتر اس کے کہ آپ یورپی تصانیف کا ترجمہ سن کر ان غلطیوں کی اصلاح اور ان اعتراضوں کا جواب دیں جو دیدہ و دانستہ یا غلط فہمی سے سیرت نبوی کے متعلق پائی جاتی ہیں جو کچھ آپ کے نزدیک تحقیق شدہ واقعات کا مجموعہ ہے اسے پبلک کے آگے پیش کر دیں۔ اور میں یقین رکھتا ہوں کہ نبی کریم صلعم کی سوانحعمری کے لئے آپ کو عربی لٹریچر سے مصالحہ مل جائیگا۔

مرزا حیرت کی منہ زوریاں

مرزا حیرت جو ایڈیٹری کی کرسی پر جلوہ فرما ہوتے ہیں تو پھر وہ اپنا کمال اسی بات میں سمجھتے ہیں کہ جو ان کے سامنے آئے اسے لتاڑتے چلے جائیں خواہ بعد میں اس کا خمیازہ بھی اٹھانا پڑتا ہو۔ لیکن اس وقت وہ جو کچھ لکھنا چاہتے ہیں واقعات سے آنکھیں بند کر کے لکھنے میں ذرا بھی نہیں جھجکتے۔ آپ نے اس ہفتہ کے تازہ اخبار میں یہ مضمون چھیڑا ہے کہ دہلی ہمیشہ حاکم ہی چلی آئی ہے۔ اور وہ کبھی محکوم نہیں + اور نہ کسی غیر

قوم کے تمدن کا اثر اس نے قبول کیا ہے۔ اپنی روانی طبع کے سیلاب میں بہتے بہتے آپ قادیان میں چلے آئے ہیں۔ اور اس بے حواسی کے عالم میں لکھ گئے ہیں کہ مولوی مرزا غلام احمد صاحب نے بھی بہت زور مارا مگر دہلی کا ایک شخص بھی احمدی نہ ہوا۔ اول تو یہ معلوم نہیں ہوا کہ دہلی کا باشندہ سے آپ کی کیا مراد ہے کیا دہلی کا باشندہ وہ ہے جو دہلی کی بنیاد پڑنے کے دن سے لیکر اب تک اس میں چلا آتا ہو۔ کیا مرزا حیرت کو کچھ بھی خبر نہیں کہ سب سے پہلے مسیح موعود نے دہلی کو فتح کیا چنانچہ خواجہ میر درد مرحوم کے مقدس خاندان کی لڑکی آپ کے نکاح میں آئی۔ جو اب ام المومنین ہے۔ اور اسطرح سلسلہ احمدیہ کی ابتدائی تحریک کا آغاز دہلی سے ہے۔ اور دہلی پر خدا کے نبی کا فاتحانہ تسلط یہاں تک ہوا ہے کہ دہلی کے مشہور خاندان کے چمکتے ہوئے ہیرے اسی کے ہوکر اسی کے ساتھ چلے آئے۔ کیا مرزا حیرت اس بات سے ناواقف ہے کہ حضرت میر ناصر نواب صاحب قبلہ دہلی کے باشندے ہیں۔ کیا سید محمد اسحاق صاحب مولوی فاضل۔ ڈاکٹر محمد اسمٰعیل صاحب اسسٹنٹ سرجن دہلی کے باشندے نہیں کیا اخبار الحق کا ایڈیٹر میر قاسم علی صاحب آپکی چھاتی پر مونگ نہیں دل رہا۔ اور کیا وہ اب دہلی کے ہی باشندے نہیں؟ ابھی علی ہذا اور بھی نام لئے جاسکتے ہیں۔

پھر اگر حق کا قبول نہ کرنا کوئی اعلیٰ قابل ستائش وصف ہوسکتا ہے تو اس کی تحسین کا کریڈٹ ابوجہل کو اور اس بستی کو ہونا چاہئے جس کے لئے قرآن مجید میں ما وجدنا فیہا غیر بیت من المسلمین آیا ہے۔ (اکمل)

پنجاب کی انتظامی رپورٹ

پنجاب کی انتظامی رپورٹ ۱۹۱۰-۱۱ء میں اخبارات کے متعلق گورنمنٹ پنجاب نے ظاہر کیا ہے کہ سال مذکور میں کل ۲۴۷۔ اخبار شائع ہوتے تھے۔ جن میں سے ۲۶ بند ہوگئے کسی اخبار پر سرکار کیطرف سے فوجداری مقدمہ نہیں چلایا گیا بعض اخبارات کو فہمائش کی گئی ان میں امرتسر کے مولوی فاضل **ثناء اللہ** کا **اہلحدیث** اور **مسلمان** بھی ہے اور جالندھر کا آریہ مسافر اور لاہور کا **پرکاش**۔ پنجاب میں مذہبی اخبارات کے سلسلہ میں یہی اخبارات ہیں جن کو فہمائش ہوئی۔ ان اخبارات نے اپنے رویہ میں کسیقدر اصلاح کرلی ہے۔ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا وہ نوٹس شائع کیا تھا جو مختلف مذاہب کے لیڈروں کے نام آپ نے جاری کیا تھا جسپر اگر عمل کرلیا جاتا تو باوجود اختلاف مذاہب بھی یہانتک نوبت نہ آتی۔ بہرحال جدید پریس ایکٹ کی رو سے وہی کام ہوگیا جو ہمارا امام چاہتا تھا۔ اور یہ اس کی فتح ہے۔

لیکھرام کا نشان زندہ ہے

ہندوستان کی مذہبی دنیا آگاہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے **لیکھرام** آریہ مقتول کے اصرار طلب نشان پر اس کی قضاء و قدر کے متعلق ایک نشان شائع کیا تھا کہ ۶ سال کے اندر وہ ایک خارق عادت عذاب سے ہلاک ہوگا۔ کیونکہ یہ بتایا گیا تھا کہ یہ عذاب معمولی تپ یا ہیضہ وغیرہ امراض کی صورت میں نہ ہوگا بلکہ ایک ایسا نشان ہوگا جو خارق عادت عذاب اپنے اندر رکھیگا ۶۔ مارچ ۱۸۹۷ء کو یہ نشان لیکھرام کے قتل کی صورت میں ظاہر ہوا۔ چونکہ یہ نشان ایک عظیم الشان الٰہی ہیبت اپنے اندر رکھتا ہے اور ایک **صادق** کی صداقت کی دلیل ہے اس لئے اللہ تعالیٰ نے اس کو قائم رکھنے کے لئے خود آریہ قوم کے اندر تحریک کردی۔ چنانچہ ہر سال اس کی برسی منائی جاتی ہے۔ اور اس کی مستقل یادگار کے طور پر ایک رسالہ جاری ہے خدا تعالیٰ کے کام عجیب اور حیرت انگیز ہیں۔ جب اس کے قتل کا خیال آتا ہے اس کے ساتھ ہی وہ تمام واقعہ یاد آجاتا ہے کہ کسطرح لیکھرام قادیان آیا اور اس نے نشان کے لئے اصرار کیا اور آخر ایک لمبی خط وکتابت کے بعد اپنی قضاء و قدر کی اشاعت کی اجازت دی۔ جسپر وہ ۶ سالہ نشان شائع کیا گیا۔ اس میں شک نہیں ہمارے آریہ احباب نے اس نشان کے قیام کیطرف توجہ کی مگر انھوں نے اس سے فائدہ نہیں اٹھایا۔ خدا ان کی آنکھیں کھولے۔

قادیان کی کمیٹی اپنے اختیارات سے باہر نہ جاوے

قادیان کی نوٹی فائیڈ ایریا کمیٹی کے خلاف بعض معاملات میں پبلک کو شکایات پیدا ہو چلی ہیں۔ ہمارے ضلع کے رعایا پرور ڈپٹی کمشنر بہادر کا تو یہ اصول ہے کہ جہانتک ان کی طاقت اور اختیار میں ہے وہ رعایا کو آرام اور فائدہ پہنچانا چاہتے ہیں ان کے ماتحت حکام اور ذمہ دار لوگوں کا بھی یہی فرض ہونا چاہئے۔ قادیان میں صاحب موصوف تشریف لائے تو آپنے باشندوں کی شکایات کو محسوس کرکے **ہوس ٹیکس** کو ڈراپ کر ایسی انتظامی صورت پیش کردی جو نہایت آسان اور آرام دہ ہے۔ کمیٹی کو پہلے ہی سے یہ سکیم سوجنی چاہئے تھی۔ مگر اس کی قسمت میں کہاں یہ فخر تو صاحب ڈپٹی کمشنر کے لئے رکھا تھا کہ وہ رعایا کی دادرسی کریں پہلے کسی پچھلی اشاعت میں لکھا تھا کہ کمیٹی کو معمولی معاملات پر پبلک سے مقدمات نہیں کرنے چاہئیں گورنمنٹ کی پولیسی خود مقدمات کے خلاف ہے مقدمہ بازی کو گورنمنٹ خود نفرت کی نظر سے دیکھتی ہے۔ اور اس میں رعایا کی بربادی تصور کرتی ہے مقدمات کو کم کرنیکی تجاویز ہمیشہ اسکے زیر نظر رہتی ہیں۔ مگر ہماری کمیٹی ہے کہ ذرا ذرا سی بات پر مقدمات کے لئے عدالت کا دروازہ کھٹکھٹاتی ہے۔ گویا وہ کمیٹی کے روپیہ کو جو پبلک کا روپیہ ہے بیدردی سے صرف کرنے کی پرواہ نہیں کرتی پچھلے دنوں صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر کے حضور ایک اپیل میاں ولایت اور عنایت کیطرف سے دائر ہوا جسپر کمیٹی مقدمہ چلانا چاہتی تھی۔ مگر صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر نے اس مقدمہ کو روکدیا اور سائلان کو تعمیر مکان کی اجازت دیدی اس سے کمیٹی کو آئندہ کے لئے سبق لینا چاہئے کہ جہانتک ممکن ہو چھوٹے معاملات پر مقدمات نہیں چاہئیں۔ بعض اوقات کمیٹی اپنے اختیارات سے قدم باہر رکھدیتی ہے اس کے لئے ضرورت ہے کہ جناب صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر مناسب ہدایات صادر فرمائیں۔ مثلاً ایک شخص کمیٹی کے دفتر میں تعمیر مکان کی درخواست پیش کرتا ہے تو کمیٹی بجائے اس کے کہ حفظان صحت کے اصولوں کو مد نظر رکھ کر تعمیر مکان کی اجازت دے جوڈیشل فیصلہ کرنے کے لئے قدم اٹھاتی ہے۔ اور ملکیت کے ثبوت مانگتی ہے۔ کیا کمیٹی کو کوئی ایسا حق حاصل ہے کہ وہ دیوانی معاملات طے کرے۔ اور ملکیت کا فیصلہ کرے؟ جہانتک میں سمجھتا ہوں کمیٹی کو کوئی اس قسم کا حق حاصل نہیں ہے۔ ابھی تھوڑے دنوں کا ذکر ہے کہ شیخ عبدالرحیم صاحب اور مولوی محمد دین صاحب بی۔ اے نے تعمیر مکان کی درخواست پیش کی اور کمیٹی اسپر تعمیر مکان کی اجازت دینے سے انکار کرتی ہے کہ باشندگان نے کوئی درخواست اس کے خلاف دی ہے۔ حالانکہ کمیٹی کو یہ حق نہیں تھا کمیٹی اس درخواست کا فیصلہ بطور خود نہیں کرسکتی۔ اس کے لئے دیوانی عدالتیں کھلی ہیں۔ اب سوال یہ ہے کہ اس تعمیر کو روکنے کیوجہ سے جو نقصان اور تکلیف سائلان کو ہورہی ہے اس کا ذمہ دار کون ہوگا؟ قدرتاً اس سوال کا جواب یہی ہے کہ کمیٹی ذمہ دار ہوگی۔ اس قسم کی تکالیف عام ناراضی کا باعث ہوجایا کرتی ہیں۔ اس لئے میں **صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر** کے حضور ادب سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ اپنی رعایا پروری کی سپرٹ سے کام لیکر اس قسم کے معاملات میں دخل دیکر شکر گذاری کا موقعہ دیں۔

اگر صاحب موصوف مولوی محمد دین بی۔ اے کی درخواست تعمیر مکان والی مثل منگواکر ملاحظہ فرمائینگے تو یقیناً حقیقت واصلیت معلوم ہوجائیگی۔ یہ امید رکھنا بالکل درست ہے کہ یہ مسل صدر میں طلب ہوکر مناسب کارروائی ہوگی۔

دنیا کو نجات کا راستہ دکھایا جاچکا ہے

گذشتہ سے پیوستہ ہفتہ میں جسقدر آریہ اخبارات ہمکو تبادلہ میں موصول ہوئے وہ سب سوامی دیانند جی مہاراج کے حالات اور اُن کے حسنات سے مملو تھے۔ وجہ یہ ہے کہ دیانند صاحب کی برسی کے موقعہ پر آریہ اخبارات اپنے کالم اُن کے حالات کے لئے وقف کردیتے ہیں۔ جہاں جہاں بھی آریہ سماج قائم ہے اس دن جلسے منعقد کئے جاتے ہیں اور سوامی کے حالات لوگوں کو سنائے جاتے ہیں۔ ہم نے ستیارتھ پرکاش اور قریباً تمام ان کتابوں کا مطالعہ کیا ہے جو آریہ سماجوں کیطرف سے اپنے مذہب کی حمایت یا دیگر مذاہب کی مخالفت میں شائع ہوئی ہیں ان کتب اور اخباری مضامین کے مطالعہ سے یہ بات نمایاں طور پر معلوم ہوجاتی ہے کہ تمام آریہ سماجی سوامی صاحب کی بزرگی وعظمت کے قائل زیادہ تر اس لئے ہیں کہ ہندو کہلانے والی قوم کو بت پرستی و شرک کی تاریک غار سے نکالنے کے لئے انھوں نے جدوجہد کی۔ اور ساتھ ہی دیگر مذاہب کے برخلاف ہندوؤں کے دلوں میں حقارت و نفرت کے جذبات پیدا کرنے کی کوشش کی۔ ایک منصف مزاج شخص سوامی صاحب کے پہلے کام کو

قوم کے تمدن کا اثر اس نے قبول کیا ہے۔ اپنی روانی طبع کے سیلاب میں بہتے بہتے آپ قادیان میں چلے آئے ہیں۔ اور اسی بے حواسی کے عالم میں یہ لکھ اُٹھے ہیں کہ مولوی مرزا غلام احمد صاحب نے بھی بہت زور مارا مگر دہلی کا ایک شخص بھی معتقد نہ ہوا۔ اول تو یہ معلوم نہیں ہوا کہ دہلی کا باشندہ سے آپکی کیا مراد ہے کیا دہلی کا باشندہ وہ ہے جو دہلی کی بنیاد پڑنے کے دن سے لیکر اب تک اس میں چلا آتا ہو۔ کیا مرزا حیرت کو اس کی خبر نہیں کہ سب سے پہلے مسیح موعود نے دہلی کو فتح کیا چنانچہ خواجہ میر درد مرحوم کے مقدس خاندان کی لڑکی آپ کے نکاح میں آئی۔ جو اب ام المومنین ہے۔ اور اس طرح پر سلسلہ احمدیہ کی ابتدائی تحریک کا آغاز دہلی سے ہے۔ اور دہلی پر خدا کے نبی کا فاتحانہ تسلط یہاں تک ہوا ہے کہ دہلی کے مشہور خاندان کے چیدہ چیدہ ہیرے اسی کے ہو کر اسی کے ساتھ چلے آئے۔ کیا مرزا حیرت اس بات سے ناواقف ہے کہ حضرت میر ناصر نواب صاحب قبلہ دہلی کے [illegible]ے ہیں۔ کیا سید محمد اسحاق صاحب مولوی فاضل۔ ڈاکٹر [illegible]سمعیل صاحب اسسٹنٹ سرجن دہلی کے باشندے نہیں [illegible]۔ بدر الحق کا ایڈیٹر میر قاسم علی صاحب آپکی چھاتی پر مونگ [illegible] رہا۔ اور کیا وہ اب دہلی کے ہی باشندے نہیں؟ [illegible] اور بھی نام لئے جا سکتے ہیں۔

[illegible] کا قبول نہ کرنا کوئی اعلیٰ قابل ستائش وصف ہو سکتا [illegible] کی تحسین کا کریڈٹ ابوجہل کو اور اس بستی کو ہونا [illegible]ہئے جس کے لئے قرآن مجید میں ما وجدنا فیها غیر بیت من المسلمین آیا ہے۔ (مکمل)

پنجاب کی انتظامی رپورٹ

پنجاب کی انتظامی رپورٹ ۱۹۱۰-۱۹۱۱ء میں اخبارات کے متعلق گورنمنٹ پنجاب نے ظاہر کیا ہے کہ سال مذکور میں کل ۲۴۴ اخبار شائع ہوتے تھے۔ جن میں سے ۲۶ بند ہو گئے کسی اخبار پر سرکار کی طرف سے فوجداری مقدمہ نہیں چلایا گیا بعض اخبارات کو فہمائش کی گئی ان میں امرتسر کے مولوی فاضل **ثناء اللہ کا اہلحدیث** اور **مسلمان** بھی ہے اور جالندھر کا آریہ مسافر اور لاہور کا **پرکاش**۔ پنجاب میں مذہبی اخبارات کے سلسلہ میں یہی اخبارات ہیں جن کو فہمائش ہوئی۔ ان اخبارات نے اپنے رویہ میں کسیقدر اصلاح کر لی ہے۔ ہم نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا وہ نوٹس شائع کیا تھا جو مختلف مذاہب کے لیڈروں کے نام آپ نے جاری کیا تھا جس پر اگر عمل کر لیا جاتا تو باوجود اختلاف مذاہب بھی یہاں تک نوبت نہ آتی۔ بہرحال جدید پریس ایکٹ کی رو سے وہی کام ہو گیا جو ہمارا امام چاہتا تھا۔ اور یہ اس کی فتح ہے۔

لیکھرام کا نشان زندہ ہے

ہندوستان کی مذہبی دنیا آگاہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے **لیکھرام** آریہ مقتول کے اصرار طلب نشان پر اس کی قضاء و قدر کے متعلق ایک نشان شائع کیا تھا کہ ۶ سال کے اندر وہ ایک خارق عادت عذاب سے ہلاک ہوگا۔ کیونکہ یہ بتایا گیا تھا کہ یہ عذاب معمولی تپ یا ہیضہ وغیرہ امراض کی صورت میں نہ ہوگا بلکہ ایک ایسا نشان ہوگا جو خارق عادت عذاب اپنے اندر رکھیگا ۶۔ مارچ ۱۸۹۷ء کو یہ نشان لیکھرام کے قتل کی صورت میں ظاہر ہوا۔ چونکہ یہ نشان ایک عظیم الشان الٰہی ہیبت اپنے اندر رکھتا ہے اور ایک **صادق** کی صداقت کی دلیل ہے اس لئے خدا تعالیٰ نے اس کو قائم رکھنے کے لئے خود آریہ قوم کے اندر تحریک کر دی۔ چنانچہ ہر سال اس کی برسی منائی جاتی ہے۔ اور اس کی مستقل یادگار کے طور پر ایک رسالہ جاری ہے خدا تعالیٰ کے کام عجیب اور حیرت انگیز ہیں۔ جب اس کے قتل کا خیال آتا ہے اس کے ساتھ ہی وہ تمام واقعہ یاد آ جاتا ہے کہ کس طرح لیکھرام قادیان آیا اور اس نے نشان کے لئے اصرار کیا اور آخر ایک لمبی خط و کتابت کے بعد اپنی قضاء و قدر کی اشاعت کی اجازت دی۔ جس پر وہ ۶ سالہ نشان شائع کیا گیا۔ اس میں شک نہیں ہمارے آریہ احباب نے اس نشان کے قیام کی طرف توجہ کی مگر اُنہوں نے اس سے فائدہ نہیں اُٹھایا۔ خدا ان کی آنکھیں کھولے۔

قادیان کی کمیٹی اپنے اختیارات سے باہر نہ جاوے

قادیان کی نوٹی فائیڈ ایریا کمیٹی کے خلاف بعض معاملات میں پبلک کو شکایات پیدا ہو چلی ہیں۔ ہمارے ضلع کے رعایا پرور ڈپٹی کمشنر بہادر کا تو یہ اصول ہے کہ جہانتک ان کی طاقت اور اختیار میں ہے وہ رعایا کو آرام اور فائدہ پہنچانا چاہتے ہیں ان کے ماتحت حکام اور ذمہ دار لوگوں کا بھی یہی فرض ہونا چاہئے۔ قادیان میں صاحب موصوف تشریف لائے تو آپ نے باشندوں کی شکایات کو محسوس کر کے **ہوس ٹیکس** کو اُڑا کر ایسی انتظامی صورت پیش کر دی جو نہایت آسان اور آرام دہ ہے۔ کمیٹی کو پہلے ہی سے یہ سکیم سوجھنی چاہئے تھی۔ مگر یہ اس کی قسمت میں کہاں۔ یہ فخر تو صاحب ڈپٹی کمشنر کے لئے رکھا تھا کہ وہ رعایا کی دادرسی کریں ہم نے کسی پچھلی اشاعت میں لکھا تھا کہ کمیٹی کو معمولی معاملات پر پبلک سے مقدمات نہیں کرنے چاہئیں گورنمنٹ کی پالیسی خود مقدمات کے خلاف ہے مقدمہ بازی کو گورنمنٹ خود نفرت کی نظر سے دیکھتی ہے۔ اور اس میں رعایا کی بربادی تصور کرتی ہے مقدمات کو کم کرنیکی تجاویز ہمیشہ اسکے زیر نظر رہتی ہیں۔ مگر ہماری کمیٹی ہے کہ ذرا ذرا سی بات پر مقدمات کے لئے عدالت کا دروازہ کھٹکھٹاتی ہے۔ گویا وہ کمیٹی کے روپیہ کو جو پبلک کا روپیہ ہے بیدردی سے صرف کرنے کی پرواہ نہیں کرتی۔ پچھلے دنوں صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر کے حضور ایک اپیل میاں ولایت اور عنایت کی طرف سے دائر ہوا جس پر کمیٹی مقدمہ چلانا چاہتی تھی۔ مگر صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر نے اس مقدمہ کو روک دیا اور سائلان کو تعمیر مکان کی اجازت دیدی اس سے کمیٹی کو آئندہ کے لئے سبق لینا چاہئے کہ جہانتک ممکن ہو چھوٹے معاملات پر مقدمات نہیں چاہئیں۔ بعض اوقات کمیٹی اپنے اختیارات سے قدم باہر رکھدیتی ہے اس کے لئے ضرورت ہے کہ جناب صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر مناسب ہدایات صادر فرمائیں۔ مثلاً ایک شخص کمیٹی کے دفتر میں تعمیر مکان کی درخواست پیش کرتا ہے تو کمیٹی بجائے اس کے کہ حفظان صحت کے اصولوں کو مد نظر رکھ کر تعمیر مکان کی اجازت دے جوڈیشل فیصلہ کرنے کے لئے قدم اُٹھاتی ہے۔ اور ملکیت کے ثبوت مانگتی ہے۔ کیا کمیٹی کو کوئی ایسا حق حاصل ہے کہ وہ دیوانی معاملات طے کرے۔ اور ملکیت کا فیصلہ کرے؟ جہانتک میں سمجھتا ہوں کمیٹی کو کوئی اس قسم کا حق حاصل نہیں ہے۔ ابھی تھوڑے دنوں کا ذکر ہے کہ شیخ عبدالرحیم صاحب اور مولوی محمد دین صاحب بی۔ اے نے تعمیر مکان کی درخواست پیش کی اور کمیٹی اسپر تعمیر مکان کی اجازت دینے سے انکار کرتی ہے کہ باشندگان نے کوئی درخواست اس کے خلاف دی ہے۔ حالانکہ کمیٹی کو یہ حق نہیں تھا کمیٹی اس درخواست کا فیصلہ بطور خود نہیں کر سکتی۔ اس کے لئے دیوانی عدالتیں کھلی ہیں۔ اب سوال یہ ہے کہ اس تعمیر کو روکنے کی وجہ سے جو نقصان اور تکلیف سائلان کو ہو رہی ہے اس کا ذمہ دار کون ہوگا؟ قدرتاً اس سوال کا جواب یہی ہے کہ کمیٹی ذمہ دار ہوگی۔ اس قسم کی تکالیف عام ناراضی کا باعث ہو جایا کرتی ہیں۔ اس لئے میں **صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر** کے حضور ادب سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ اپنی رعایا پروری کی سپرٹ سے کام لیکر اس قسم کے معاملات میں دخل دیکر شکر گذاری کا موقعہ دیں۔

اگر صاحب موصوف مولوی محمد دین بی۔ اے کی درخواست تعمیر مکان والی مثل منگوا کر ملاحظہ فرمائینگے تو یقیناً حقیقت واقعیت معلوم ہو جائیگی۔ یہ اُمید رکھنا بالکل درست ہے کہ یہ مثل صدر میں طلب ہو کر مناسب کارروائی ہوگی۔

دنیا کو نجات کا راستہ دکھایا جا چکا ہے

گذشتہ سے پیوستہ ہفتہ میں جسقدر آریہ اخبارات ہمکو تبادلہ میں موصول ہوئے وہ سب سوامی دیانند جی مہاراج کے حالات اور اُن کے حسنات سے مملو تھے۔ وجہ یہ ہے کہ دیانند صاحب کی برسی کے موقعہ پر آریہ اخبارات اپنے کالم اُن کے حالات کے لئے وقف کر دیتے ہیں۔ جہاں جہاں بھی آریہ سماج قائم ہے اس دن جلسے منعقد کئے جاتے ہیں اور سوامی کے حالات لوگوں کو سنائے جاتے ہیں۔ ہم نے ستیارتھ پرکاش اور قریباً تمام ان کتابوں کا مطالعہ کیا ہے جو آریہ سماجوں کی طرف سے اپنے مذہب کی حمایت یا دیگر مذاہب کی مخالفت میں شائع ہوئی ہیں ان کتب اور اخباری مضامین کے مطالعہ سے یہ بات نمایاں طور پر معلوم ہو جاتی ہے کہ تمام آریہ سماجی سوامی صاحب کی بزرگی و عظمت کے قائل زیادہ تر اس لئے ہیں کہ ہندو کہلانے والی قوم کو بُت پرستی و شرک کی تاریک غار سے نکالنے کے لئے انہوں نے جد و جہد کی۔ اور ساتھ ہی دیگر مذاہب کے برخلاف ہندوؤں کے دلوں میں حقارت و نفرت کے جذبات پیدا کرنے کی کوشش کی۔ ایک منصف مزاج شخص سوامی صاحب کے پہلے کام کو

ہر لحاظ سے قابل تحسین سمجھیگا۔ کیونکہ بت پرستی و شرک کی تاریکی سے نکال کر وحدانیت کی کوشش کرنیوالا دنیا کے شکریہ کا مستحق ہوتا ہے۔ اور اس لئے ہم سوامی صاحب شکریہ ادا کرتے ہیں کہ انھوں نے بہت سے انسانوں کو کفر شرک کے غار سے نکالنے کی مردانہ وار جد وجہد کی گر یہ امر قائم الذہن رکھنا چاہئے کہ سوامی صاحب انیسویں صدی کے آخری حصہ میں ہوئے ہیں۔ جبکہ دنیا اور بالخصوص ہندوستان میں انگریزی حکومت کی بدولت ہر طرح امن وچین کا سکہ جاری تھا۔ سفر اور اشاعت خیالات کے تمام ذرائع و وسائل مہیا تھے اور ہر شخص کے جان ومال کی حفاظت کماحقہ طور پر ہو رہی تھی اور کوئی شخص یا جماعت کسی شخص یا جماعت کو اختلاف رائے یا اختلاف عقائد کی بنا پر ستانے یا تنگ کرنیکی مجاز تھی۔ اور جبکہ خود ہندوستان میں چھ کروڑ مسلمان ایک اللہ کی عبادت کرنے والے زندہ مثال کے طور پر موجود تھے اور خود ہندوؤں میں راجہ رام موہن رائے اور کیشب چندر سین کی بدولت توحید پرستی کا کسیقدر چرچا ہو چکا تھا جب ایک شخص ہر ایک قسم کی سہولت اور ذریعہ رکھکر ایک کام کرتا ہے اور کئی لاکھ بندگان خدا کے شکریہ کا مستحق سمجھا جاتا ہے تو کیا وجہ ہے کہ وہ محبوب خدا کہ جس نے تمام دُنیا کو کفر وشرک کی عمیق غار سے نکال کر امن وسلامتی کے کنارے پر لا کھڑا کیا تمام انسانی نسلوں کے شکریہ کا مستحق قرار نہ دیا جائے۔ اب سے تیرہ سو برس پہلے کی دُنیا پر غور کرو اور پھر خاصکر عرب کی حالت پر ایک مفکرانہ نظر ڈالو۔ ہلی دنیا صراط مستقیم سے بہت دور ہٹ چکی تھی۔ ظلم وجور فسق وفجور کا دور دورہ تھا ایک شخص بھی ایک خدا کی عبادت کرنیوالا نظر نہیں آتا تھا۔ دختر کشی کی رسم عام تھی خونخواری و خونریزی انسانی سرشت کا جزو بن چکی تھی ذرا ذرا سی باتوں پر خون کے دریا بہ جاتے تھے نہ کوئی قانون تھا اور نہ کوئی ضابطہ تھا۔ جان ومال کی حفاظت کا کوئی انتظام نہ تھا۔ جس کی لاٹھی اُسی کی بھینس کا نقشہ کھنچ رہا تھا۔ ذرا ذرا سے اختلافات پر جنگ تک نوبت پہنچا دینا اُس زمانہ کے لوگوں کے بائیں ہاتھ کا کرتب تھا۔ دُنیا خدا کو فراموش کر چکی تھی؛ کوئی ویدوں کو جانتا تھا نہ کرشن کے کام سے آگاہ تھا۔ موسوی و عیسوی عقائد مسخ ہو کر بت پرستی کے مؤید بلکہ محرک بن چکے تھے۔ ان حالات میں فاران کی چوٹیوں پر خدا کا نور چمکا اور وہ نور انسانی صورت میں دنیا کے سامنے آیا۔ اور دُنیا کو نجات کا مژدہ سُنایا۔ ساری دُنیا اس کے گرد پیچھے جھاڑ کر پڑ گئی۔ اپنے بیگانے بن گئے نہ کوئی یار تھا نہ مونس غمگسار۔ ساری دُنیا ایک طرف تھی وہ اکیلا ایک طرف مگر اس کے اندر نور تھا اور وہ مجسم نور تھا اسکا دل چشمہ ہدیٰ تھا۔ اس کی زبان الٰہی پیغام کی ترجمان تھی صداقت اس کی تسکین تھی اور الٰہی نصرت اس کی تلوار تھی۔ وہ اکیلا ساری دُنیا پر غالب آیا۔ اور ۲۳ سال کے قلیل زمانہ میں ساری مغرور و خود سر دنیا کا سر ایک خدا کے سامنے جھکا دیا ایک ربع صدی میں اُسنے جہاں کی کایا پلٹ کر دی بہائم کو انسان اور انسان کو اشرف المخلوقات بنایا اور خدا اور انسان کے درمیان براہ راست ایک سلسلہ وحدانیت کا قائم کر دیا۔ اے وہ لوگو جو صداقت اور نجات کے لئے ہاتھ پاؤں مار رہے ہو اس مقدس ذات کے پاک حالات پر غور کرو۔ اور پھر خود ہی خدا لگتی کہدو کہ کیا یہ کام انسان کا کام تھا۔ کیا یہ عظیم ترین انقلاب سوائے مشیت ایزدی کے ظہور میں آسکتا تھا۔ کیا دُنیا میں کوئی مثال ایسے انقلاب کی آنحضرت سرور کائنات سے پہلے یا بعد میں دیکھنے میں آئی ہے۔ ہم مان لیتے ہیں کہ ویدوں کے کوزہ کے اندر وحدانیت کا بحر بیکراں بند ہے۔ ہم تسلیم کر لیتے ہیں کہ بھاگوت گیتا اخلاقی و روحانی فلسفہ کی جان ہے۔ مگر جان برادر دیکھنے والی بات تو یہ ہے کہ کیا اُس وقت دُنیا میں ویدوں یا بھاگوت گیتا کے نام سے بھی کوئی آشنا تھا؟ تعلیم کو چھوڑو کیا اس وقت ہی کوئی شخص ویدوں کا عالم اور عامل اس صفحہ زمین پر موجود تھا؟ جس زمانہ میں فاران کی چوٹیوں پر نور نے چمک کر دنیا کو اُجالا دیا۔ اُس زمانہ کی حالت پر بھی غور کرو تم اُن شخصوں کو اُنکا واجبی شکریہ ادا کر دیتے ہو جو بغیر کسی عظیم قربانی کے اس وحدانیت کے بحر بیکراں میں سے صرف چند قطرے تمہارے حلقوں میں ٹپکاتے ہیں۔ مگر جس پاک وجود نے نور حق کے دریا بہا دیئے اور گھر گھر ہدایت وصداقت کے چشمے جاری کر دیئے اسکو ناقابل التفات سمجھتے ہو۔ تو بھائیو یاد رکھو یہ تمہاری بدقسمتی کی دلیل ہے اسے نما فلو سوچو یہ فقرے سوچنے کے لائق ہیں؛

اسی سلسلہ میں اُس تاریخی واقعہ اور حقیقت پر غور کرو کہ دنیا میں جتنے پیغمبر اور رسول اور رشی آئے کسی کو اپنی زندگی میں اپنے مشن کی تکمیل کی خدا نے توفیق نہ دی۔ بُدھ گوتم اس سنسار میں نصف صدی سے زیادہ تلقین وہدایت کرتے رہے۔ مگر جب اس پاک بندہ خدا نے اپنی جان جان آفریں کے حوالے کی سوائے تین شخصوں کے دُنیا میں کوئی اُس کے عقائد کا ماننے والا نہیں تھا اس کی وفات سے کئی سال بعد اُس کے ایک شاگرد نے اُس کے عقائد کو ایک ضابطہ کی شکل میں منضبط کیا اور اس مذہب کے پرچار کرنے کا تہیہ کیا جو بدھ نے رائج کرنے کی کوشش کی تھی پھر اس حکمت الٰہی پر غور کرو کہ خود ہندوستان کے اندر یہ مذہب مضبوط جڑیں نہ پکڑ سکا اور اسے چین وجاپان میں جا کر اپنا مامن ڈھونڈھنا پڑا۔ اسی طرح حضرت موسیٰ حضرت عیسیٰ وصال ایزدی تک جد وجہد کرتے رہے مگر دُنیا کو ایک الٰہی رشتہ میں منسلک نہ کر سکے ماسوا اسلام کے جتنے مذاہب دنیا میں رائج ہوئے ہیں سب اپنے بانیوں کی وفات کے کئی سو سال بعد رائج ہوئے۔ ان کے بانیوں کو بھی معلوم نہیں ہوا کہ جس مذہب کی تلقین وہ کر رہے ہیں وہ کب کس نام سے اور کس صورت میں کہاں کہاں رائج ہوگا۔ مگر آنجناب سرور کائنات کے سپرد خدائے ذوالجلال نے جو مشن کیا اُس کو آنجناب رسالتمآب کی پاک زندگی میں ہی بر سر تکمیل پہنچا دیا۔ اس جلال الٰہی برکت و رحمت کی ایک مثال بھی تاریخ عالم میں نہیں ملتی اور ہم مخالفان اسلام کو چیلنج دیتے ہیں کہ وہ اس کی ایک مثال بھی دکھا دیں تو ہم اُن کا لوہا مان لیں۔

پھر دیگر مذاہب کے بانیوں کا مذہب اُنھیں کے وطن میں کبھی کامیابی کے ساتھ رائج نہیں ہوا بدھ کہاں پیدا ہوئے کہاں تلقین کرتے رہے مگر آج بدھ مذہب کے پیرو کہاں ہیں۔ بدھ ہندوستان میں جد وجہد کرتے رہے اور مذہب ان کا چین میں جا کر پھیلا اور کیا ان مذاہب کا ایک شخص بھی دعوے کے ساتھ یہ کہہ سکتا ہے کہ یہ مذہب وہی ہے جو اُس کے بانی نے دُنیا کے سامنے پیش کیا تھا مگر اسلام کی تاریخ اسلام کی الٰہی صداقت کی بیّن شہادت پیش کر رہی ہے۔ اسلام پہلے عرب میں پھیلا اور عرب سے نکل کر تمام جہان میں گونجا۔ دوسرے مذاہب کی مذہبی زبانیں کنج عدم میں معدوم ہو گئیں۔ مگر قرآن شریف کی زبان اسی شان اور آن کے ساتھ نہ صرف قائم وموجود ہے بلکہ دن بدن ترقی کر رہی ہے۔

مندرجہ بالا باتیں بالکل موٹی موٹی باتیں ہیں جن کا علم ہر معمولی تعلیم یافتہ شخص کو ہے۔ پھر تعجب ہی ہے کہ بعض کوتاہ اندیش وبد قسمت لوگ اسلام کے الٰہی حصار میں آکر پناہ کیوں نہیں لیتے۔ اور کیوں مارے مارے اس بادیہ ہستی میں ڈانواڈول پھر رہے ہیں۔ جب ایسے شخص کو جو یہ بھی نہیں بتا سکتے کہ اُنکا مذہب اُن سے کیا چاہتا ہے اور اُن کے مذہب کی تاریخ کیا ہے؟ کن اصولوں پر وہ قائم ہے اور اُس کا نصب العین کیا ہے۔ اسلام اور رسالتمآب پر اعتراض کرتے ہیں تو واللہ ہم حیرت میں ڈوب جاتے ہیں اور جب غور کرتے ہیں تو اس نتیجہ پر پہنچتے ہیں کہ در اصل ان بدقسمتوں کے دلوں پر خداوند پاک نے جہالت کی مہریں لگا دی ہیں اور ان کی روحانی آنکھیں کور ہو چکی ہیں کہ نور کو نہیں دیکھ سکتے۔ یہ آفتاب سر پر چمک رہا ہے اور وہ چراغ کی تلاش میں بھٹک رہے ہیں ہے ہے کیسے بدقسمت اور قابل رحم یہ لوگ ہیں اُن کے کان بہرے ہو چکے ہیں کہ خدائی آواز کو نہیں سنتے اور اپنے ہاتھ کے بنائے ہوئے معبودوں سے کچھ سننے کے لئے ہمہ تن گوش ہیں۔ خدا ان لوگوں پر رحم کرے؛ (ملت)

ہر لحاظ سے قابل تحسین سمجھیگا۔ کیونکہ بت پرستی و شرک کی تاریکی سے نکال کر وحدانیت کی کوشش کرنیوالا دنیا کے شکریہ کا مستحق ہوتا ہے۔ اور اس لئے ہم سوامی صاحب شکریہ ادا کرتے ہیں کہ انھوں نے بہت سے انسانوں کو کفر و شرک کے غار سے نکالنے کی مردانہ وار جد وجہد کی مگر یہ امر قائم الذہن رکھنا چاہئے کہ سوامی صاحب انیسویں صدی کے آخری حصہ میں ہوئے ہیں۔ جبکہ دنیا اور بالخصوص ہندوستان میں انگریزی حکومت کی بدولت ہر طرح امن و چین کا سکہ جاری تھا۔ سفر اور اشاعت خیالات کے تمام ذرائع و وسائل مہیا تھے اور ہر شخص کے جان و مال کی حفاظت کما حقہ طور پر ہو رہی تھی اور کوئی شخص یا جماعت کسی شخص یا جماعت کو اختلاف رائے یا اختلاف عقائد کی بنا پر ستانے یا تنگ کرنیکی مجاز تھی۔ اور جبکہ خود ہندوستان میں چھ کروڑ مسلمان ایک اللہ کی عبادت کرنے والے زندہ مثال کے طور پر موجود تھے اور خود ہندوؤں میں راجہ رام موہن رائے اور کیشب چندر سین کی بدولت توحید پرستی کا کسقدر چرچا ہو چکا تھا جب ایک شخص ہر ایک قسم کی سہولت اور ذریعہ رکھکر ایک کام کرتا ہے اور کئی لاکھ بندگان خدا کے شکریہ کا مستحق سمجھا جاتا ہے تو کیا وجہ ہے کہ وہ محبوب خدا کہ جس نے تمام دُنیا کو کفر و شرک کی عمیق غار سے نکال کر امن و سلامتی کے کنارے پر لا کھڑا کیا تمام انسانی نسلوں کے شکریہ کا مستحق قرار نہ دیا جائے۔ اب سے تیرہ سو برس پہلے کی دُنیا پر غور کرو اور پھر خاصکر عرب کی حالت پر ایک طائرانہ نظر ڈالو۔ ساری دنیا صراط مستقیم سے بہت دور ہٹ چکی تھی۔ ظلم و جور فسق و فجور کا دور دورہ تھا ایک شخص بھی ایک خدا کی عبادت کرنیوالا نظر نہیں آتا تھا۔ دختر کشی کی رسم عام تھی خونخواری اور خونریزی انسانی سرشت کا جزو بن چکی تھی ذرا ذرا سی باتوں پر خون کے دریا بہ جاتے تھے نہ کوئی قانون تھا اور نہ کوئی ضابطہ تھا۔ جان و مال کی حفاظت کا کوئی انتظام نہ تھا۔ جس کی لاٹھی اُسی کی بھینس کا نقشہ کھنچ رہا تھا۔ ذرا ذرا سے اختلافات پر جنگ تک نوبت پہنچا دینا اُس زمانہ کے لوگوں کے بائیں ہاتھ کا کرتب تھا۔ دُنیا خدا کو فراموش کر چکی تھی نہ کوئی ویدوں کو جانتا تھا نہ کرشن کے کام سے آگاہ تھا۔ موسوی و عیسوی عقائد مسخ ہو کر بت پرستی کے مؤید بلکہ محرک بن چکے تھے۔ ان حالات میں فاران کی چوٹیوں پر خدا کا نور چمکا اور وہ نور انسانی صورت میں دنیا کے سامنے آیا۔ اور دُنیا کو نجات کا مژدہ سُنایا۔ ساری دُنیا اس کے گرد پنجے جھاڑ کر پڑ گئی۔ اپنے بیگانے بن گئے نہ کوئی یار تھا نہ مونس غمگسار۔ ساری دُنیا ایک طرف تھی وہ اکیلا ایک طرف مگر اُس کے اندر نور تھا اور وہ مجسم نور تھا اسکا دل چشمہ ہدیٰ تھا۔ اس کی زبان الٰہی پیغام کی ترجمان تھی صداقت اس کی تسکین تھی اور الٰہی نصرت اس کی غمخوار تھی۔ وہ اکیلا ساری دُنیا پر غالب آیا۔ اور ۲۳ سال کے قلیل زمانہ میں ساری مغرور و خود سر دنیا کا سر ایک خدا کے سامنے جھکا دیا۔ ایک ربع صدی میں اُسنے جہان کی کایا پلٹ کر دی بہائم کو انسان اور انسان کو اشرف المخلوقات بنایا اور خدا اور انسان کے درمیان براہ راست ایک سلسلہ وحدانیت کا قائم کر دیا۔ اے وہ لوگو جو صداقت اور نجات کے لئے ہاتھ پاؤں مار رہے ہو اس مقدس ذات کے پاک حالات پر غور کرو۔ اور پھر خود ہی خدا لگتی کہدو کہ کیا یہ کام انسان کا کام تھا۔ کیا یہ عظیم ترین انقلاب سوائے مشیت ایزدی کے ظہور میں آ سکتا تھا۔ کیا دُنیا میں کوئی مثال ایسے انقلاب کی آنحضرت سرور کائنات سے پہلے یا بعد میں دیکھنے میں آئی ہے۔ ہم مان لیتے ہیں کہ ویدوں کے کوزہ کے اندر وحدانیت کا بحر بیکراں بند ہے۔ ہم تسلیم کر لیتے ہیں کہ بھاگوت گیتا اخلاقی و روحانی فلسفہ کی جان ہے۔ مگر جان برادر دیکھنے والی بات تو یہ ہے کہ کیا اُس وقت دُنیا میں ویدوں یا بھاگوت گیتا کے نام سے بھی کوئی آشنا تھا؟ تعلیم کو چھوڑو کیا اس وقت ہی کوئی شخص ویدوں کا عالم اور عامل اس صفحہ زمین پر موجود ہے؟ جس زمانہ میں فاران کی چوٹیوں پر نور نے چمک کر دنیا کو اُجالا دیا۔ اُس زمانہ کی حالت پر بھی غور کرو تم اُن شخصوں کو اُنکا واجبی شکریہ ادا کر دیتے ہو جو بغیر کسی عظیم قربانی کے اس وحدانیت کے بحر بیکراں میں سے صرف چند قطرے تمہارے حلقوں میں ٹپکاتے ہیں۔ مگر جس پاک وجود نے نور حق کے دریا بہا دیئے اور گھر گھر ہدایت و صداقت کے چشمے جاری کر دیئے اُسکو ناقابل التفات سمجھتے ہو۔ تو بھائیو یاد رکھو یہ تمہاری بدقسمتی کی دلیل ہے اے مخالفو سوچو یہ فقرے سوچنے کے لائق ہیں۔

اسی سلسلہ میں اُس تاریخی واقعہ اور حقیقت پر غور کرو کہ دنیا میں جتنے پیغمبر اور رسول اور رشی آئے کسی کو اپنی زندگی میں اپنے مشن کے تکمیل کی خدا نے توفیق نہ دی۔ بدھ گوتم اس سنسار میں نصف صدی سے زیادہ تلقین و ہدایت کرتے رہے۔ مگر جب اس پاک بندہ خدا نے اپنی جان جان آفریں کے حوالے کی سوائے تین شخصوں کے دُنیا میں کوئی اُس کے عقائد کا ماننے والا نہیں تھا اس کی وفات سے کئی سال بعد اُس کے ایک شاگرد نے اُس کے عقائد کو ایک ضابطہ کی شکل میں منضبط کیا اور اس مذہب کے پرچار کرنے کا تہیہ کیا جو بدھ نے رائج کرنے کی کوشش کی تھی پھر اس حکمت الٰہی پر غور کرو کہ خود ہندوستان کے اندر یہ مذہب مضبوط جڑیں نہ پکڑ سکا اور اسے چین و جاپان میں جا کر اپنا مامن ڈھونڈھنا پڑا۔ اسی طرح حضرت موسیٰ حضرت عیسیٰ وصال ایزدی تک جد و جہد کرتے رہے مگر دُنیا کو ایک الٰہی رشتہ میں منسلک نہ کر سکے ماسوا اسلام کے جتنے مذاہب دنیا میں رائج ہوئے ہیں سب اپنے بانیوں کی وفات کے کئی سو سال بعد رائج ہوئے۔ ان کے بانیوں کو کبھی معلوم نہیں ہوا کہ جس مذہب کی تلقین وہ کر رہے ہیں وہ کب کس نام سے اور کس صورت میں کہاں کہاں رائج ہوگا۔ مگر آنجناب محمد [illegible] کے سپرد خدائے ذوالجلال نے جو مشن کیا تھا وہ جناب رسالتمآب کی پاک زندگی میں ہی بر سر تکمیل پہنچا دیا۔ یہ جلالی الٰہی برکت و رحمت کی ایک مثال بھی تاریخ عالم میں نہیں ملتی اور ہم مخالفان اسلام کو چیلنج دیتے ہیں کہ وہ اس کی ایک مثال بھی دکھا دیں تو ہم اُن کا لوہا مان لیں

پھر دیگر مذاہب کے بانیوں کا مذہب اُنھیں کے وطن میں کبھی کامیابی کے ساتھ رائج نہیں ہوا بدھ کہاں پیدا ہوئے کہاں تلقین کرتے رہے مگر آج بدھ مذہب کے پیرو کہاں ہیں۔ بدھ ہندوستان میں جد و جہد کرتے اور مذہب ان کا چین میں جا کر پھیلا اور کیا ان مذاہب کا ایک شخص بھی دعوے کے ساتھ یہ کہہ سکتا ہے کہ یہ مذہب وہی ہے جو اُس کے بانی نے دُنیا کے سامنے پیش کیا تھا۔ مگر اسلام کی تاریخ اسلام کی الٰہی صداقت کی بین شہادت پیش کر رہی ہے۔ اسلام پہلے عرب میں پھیلا اور عرب سے نکل کر تمام جہان میں گونجا۔ دوسرے مذاہب کی مذہبی زبانیں کنج عدم میں معدوم ہو گئیں۔ مگر قرآن شریف کی زبان اسی شان اور آن کے ساتھ نہ صرف قائم و موجود ہے بلکہ دن بدن ترقی کر رہی ہے۔

مندرجہ بالا باتیں بالکل موٹی موٹی باتیں ہیں جن کا علم ہر معمولی تعلیم یافتہ شخص کو ہے۔ پھر تعجب ہی ہے کہ بعض کوتاہ اندیش و بدقسمت لوگ اسلام کے الٰہی حصار میں آکر پناہ کیوں نہیں لیتے۔ اور کیوں مارے مارے اس بادیہ ہستی میں ڈانوا ڈول پھر رہے ہیں۔ جب ایسے شخص کہ جو یہ بھی نہیں بتا سکتے کہ انکا مذہب اُن سے کیا چاہتا ہے اور اُن کے مذہب کی تاریخ کیا ہے؟ کن اصولوں پر وہ قائم ہے اور اُس کا نصب العین کیا ہے۔ اسلام اور رسالتمآب پر اعتراض کرتے ہیں تو واللہ ہم حیرت میں ڈوب جاتے ہیں اور جب غور کرتے ہیں تو اس نتیجہ پر پہنچتے ہیں کہ در اصل ان بدقسمتوں کے دلوں پر خداوند پاک نے جہالت کی مہریں لگا دی ہیں اور ان کی روحانی آنکھیں کور ہو چکی ہیں کہ نور کو نہیں دیکھ سکتے۔ یہ آفتاب سروں پر چمک رہا ہے اور وہ چراغ کی تلاش میں بھٹک رہے ہیں ہے ہے کیسے بدقسمت اور قابل رحم یہ لوگ ہیں اُن کے کان بہرے ہو چکے ہیں کہ خدائی آواز کو نہیں سنتے اور اپنے ہاتھ کے بنائے ہوئے معبودوں سے کچھ سُننے کے لئے ہمہ تن گوش ہیں۔ خدا ان لوگوں پر رحم کرے۔

(ملت)

قرآن کریم کی تلاوت انسان کی سعادت ہے!

یہ بالکل سچ ہے کہ قرآن کریم کی تلاوت مومن کی سعادت ہے۔ اور ہر مسلمان ضروری سمجھتا ہے۔ کہ قرآن مجید کی تلاوت کرے۔ مگر اس میں بھی کلام نہیں کہ

تلاوت کی اصلی غرض عمل ہے۔

اور اعتقادی قوتوں کا نشوونما اس وقت تک نہیں ہوتا۔ جب انسان قرآن مجید کے مطالب اور مفہوم سے آگاہی حاصل نہ کرے۔ اور یہ آگاہی

قرآن مجید کے ترجمہ اور تفسیر سے ہوتی ہے

اس ضرورت کو پورا کرنے کے لئے ترجمۃ القرآن کا سلسلہ شروع کیا گیا ہے اور اس میں بامحاورہ ترجمہ کے علاوہ حاشیہ میں تفسیری نوٹ دیئے گئے ہیں۔ اور اس ترجمہ اور نوٹوں کی

خصوصیت یہ ہے کہ قرآن مجید کی حقانیت اور عظمت اور اعجازی قوت کو ظاہر کیا جاوے۔

یہ ترجمہ اور تفسیری نوٹ زمانہ کی موجودہ ضرورت اور مخالفین اسلام کے موجودہ اعتراضات کو مدنظر رکھ کر لکھے گئے ہیں۔

عاشق قرآن کریم حضرت مولانا مولوی حافظ نورالدین صاحب خلیفۃ المسیح (مدظلہ العالی)

کے درس سے لئے نوٹوں اور آپ کی تحریروں اور ملفوظات اور حضرت مسیح موعودؑ مغفور کی تحریروں۔ ملفوظات اور دیگر بزرگان ملت کے ملفوظات سے جمع کئے گئے ہیں۔ ان کو کیا آپ نے ابتک نہیں پڑھا۔ اگر نہیں پڑھا۔ تو ضرور پڑھیں۔ اس میں نور ہدایت۔ اور شفا ہے۔

ہدیہ فی پارہ ---------------- ایک روپیہ (عہ)

نوٹ

آٹھ پارے تیار ہیں۔ آٹھوں کے اکٹھے خریدار سے مبلغ آٹھ روپے (عہ) معہ محصولڈاک

دفتر الحکم قادیان ضلع گورداسپور سے طلب کرو۔